امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۹/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ ڈاکٹر فواد سزگین............
■ حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہا
■ میراث کی تقسیم اور ہماری کوتاہیاں
■ دار القضاء اور عدالتی نظام
■ اخبار جہاں
■ ہفتۂ رفتہ، ملی سرگرمیاں

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

عالمی آبادی

ہر دس سال بعد ہندوستان میں مردم شماری کرائی جاتی ہے، پھر ان کے اعداد و شمار کے تجزیہ میں برسوں لگ جاتے ہیں، حکومت اس تجویز کی روشنی میں منصوبے بناتی ہے اور ان منصوبوں کی روشنی میں کام کو آگے بڑھایا جاتا ہے، ۲۰۱۱ء میں مردم شماری ہوئی تھی، اب ۲۰۲۱ء میں اس کام کو ہونا ہے، اس سے قطع نظر اقوام متحدہ کی تجویز پر ۱۱/جولائی ۱۹۸۹ء سے ہر سال اس تاریخ کو عالمی آبادی کے دن کے طور پر منایا جاتا ہے، اس سال بھی گیارہ جولائی کو یہ دن منایا گیا اور مختلف قسم کی تجزیاتی رپورٹیں سامنے آئیں، ان رپورٹوں کے مطابق ۱۸۰۴ء میں دنیا کی آبادی سو کروڑ تھی، سوا سو سال میں یہ آبادی دوگنی ہوئی اور صرف اکانوے سال میں چار گنی ہو کر سات سو ترسٹھ کروڑ تک پہونچ گئی، امریکن نیچرل ہسٹری کے مطابق دنیا کی آبادی کو سو کروڑ ہونے میں دو لاکھ سال لگے، لیکن دوسرا سو کروڑ صرف ایک سو تیس سال، پھر تینتیس سال پھر چودہ سال، پھر پندرہ سال پر سو کروڑ کا اضافہ ہوتا رہا، لیکن مختلف تنظیموں نے بڑھتی آبادی کا ایسا خوف لوگوں پر طاری کرایا اور وسائل کی قلت کا اتنا رونا رویا کہ اب آبادی میں اضافہ کی رفتار تھم سی گئی ہے، آبادی میں اضافہ کا جو تناسب ان دنوں پایا جا رہا ہے، اس کے مطابق آبادی کو دوگنی ہونے میں اب دو سو سال لگیں گے، کیونکہ ۱۹۸۹ء میں جب آبادی پانچ سو کروڑ ہو گئی تھی، اس وقت اضافہ 1.79% کے حساب سے ہو رہا تھا، اب یہ شرح گھٹ کر 1.59% رہ گئی ہے، اقوام متحدہ کی تجویز ہے کہ 2050 تک اسے 0.56% تک لے آنا ہے۔

اقوام متحدہ عالمی آبادی پراسپکٹس کے مطابق دنیا کے سات سو ترسٹھ کروڑ لوگوں میں سے 58% فی صد لوگ دس ممالک چین، ہندوستان، امریکہ، انڈونیشیا، برازیل، پاکستان، نائیجیریا، بنگلہ دیش، روس، میکسیکو میں رہتے ہیں، باقی دو سو تئیس ملکوں میں تین سو بتیس کروڑ یعنی پوری دنیا کی آبادی کے اعتبار سے صرف ۴۲ فی صد لوگ ہی بستے ہیں۔

جو لوگ مادی وسائل کو ہی سب کچھ سمجھتے ہیں ان کے نزدیک بڑھتی آبادی سے مسائل بڑھتے ہیں، ضروریات زندگی کی فراہمی میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور معیار زندگی گھٹتا چلا جاتا ہے، اس لیے یہ لوگ آبادی کو کم کرنا چاہتے ہیں؛ تاکہ کم لوگ زیادہ وسائل سے فائدہ اٹھا سکیں۔

اسلام اس سوچ کی نفی کرتا ہے، اسلام میں رزق کا مالک اللہ کو کہا گیا ہے اور اس نے یہ اعلان کر رکھا ہے کہ روئے زمین پر جتنی مخلوقات ہیں سب کا رزق اسی کے ذمہ ہے، وہی کھلاتا پلاتا ہے، ہماری کوششیں اسباب کے درجہ میں ہیں، کوشش ناکام بھی ہو سکتی، لیکن اللہ رب العزت کا جو رزق رسائی کا نظام ہے وہ کبھی ناکام نہیں ہوتا، اللہ چاہے تو رزق بے حساب دیتا ہے اور کبھی بطور آزمائش یا ہماری بدعملی کے نتیجے میں رزق کی کشادگی کو تنگی میں بدل دیتا ہے، سب کچھ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے اور اللہ کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا ہے۔

یہاں پر یہ بات بھی دھیان میں رکھنے کی ہے کہ بڑھتی آبادی کے تناسب سے اللہ وسائل میں بھی اضافہ کرتا ہے، طریقہ کار بدلنے کے لیے لوگوں کے ذہن کو کھولتا ہے، اور ترکیبیں ذہن میں ڈالتا ہے، پہلے زمین اس طرح غلے نہیں اگلتی تھی، جیسے آج اُگل رہی ہے، پہلے ایک فصل تیار ہوتے ہوتے سال گذر جاتا تھا، مانسون نہیں آیا، بارش نہیں ہوئی تو قحط پڑ جاتا تھا، اور لوگ بھوکوں مرتے تھے، لیکن آج سینچائی کا ایسا نظام بن گیا ہے کہ فصلیں پانی پٹا کر تیار کر لی جاتی ہیں، وزن بھی کافی آتا ہے، اور کم وقت میں فصلیں تیار ہو جاتی ہیں، کثیر منزلہ عمارتوں کا تصور بھی سو سال قبل اس طرح کہاں تھا، آج زمین کے چھوٹے رقبے میں رہائش کے لیے جس طرح عمارتیں بن رہی ہیں یہ وسائل کا پھیلاؤ ہی تھا۔

آمد و رفت کی سہولت، صنعتی انقلاب اور گلوبلائزیشن کی وجہ سے تجارت میں جو ترقی ہوئی ہے، سو سال پہلے اس کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا، اس سے معلوم ہوا کہ آبادی جتنی بڑھے گی، اسی کے اعتبار سے وسائل میں اضافہ ہوگا، یقیناً زمین نہیں پھیلتی اور اللہ سے کیا بعید ہے کہ وہ اسے پھیلا بھی دے، لیکن اگر وہ موجودہ حالت میں بھی رہے گی تو لوگ بھوکے نہیں مریں گے، کیوں کہ رزق کی ذمہ داری اللہ نے لی ہے۔ بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

نقلی ٹکٹ

ریلوے ٹکٹ کاؤنٹر سے بھی مسافروں کو نقلی ٹکٹ دیے جا رہے ہیں، کرایہ پورا لیا جاتا ہے اور ٹکٹ نقلی ہوتا ہے، ایسا ہی ایک معاملہ ۸/جولائی کو راجندر نگر ٹرمنل پر سامنے آیا، ہریانہ کے ایک مسافر نے تین ٹکٹ راجندر نگر ٹکٹ کاؤنٹر سے خریدا تھا، جب اسے سلیپر میں تبدیل کرنے کے لیے انہوں نے ٹی ٹی کو دیا تو معلوم ہوا کہ یہ ٹکٹ جعلی ہے، لال سنگھ یادو کہتے رہے کہ یہ کاؤنٹر سے لیا گیا ٹکٹ ہے، لیکن ٹی ٹی نے ٹکٹ ضبط کر لیا اور مجبوراً ان کو اکیس سو نوے روپے دے کر دوسرا ٹکٹ لینا پڑا، اس کی تحریری شکایت انہوں نے محکمہ کو کی، ایک دوسرے معاملہ میں ۱۵/جولائی کو جتندر سہنی نے بھی راجندر نگر کاؤنٹر چار سے ٹکٹ لیا تھا، یہ ٹکٹ اصلاً پینتیس روپے کا تھا اور صرف کوئلور تک کے سفر کے لیے تھا لیکن کاؤنٹر پر اسے دہلی تک کا کر کے ٹکٹ کلرک نے دو سو پچہتر روپے پرنٹ کر دیا، ٹکٹ لینے کے وقت کو بھی بدلنے کی کوشش کی گئی، لیکن پانچ کے پہلے جس ایک کا اضافہ کیا وہ کچھ دوری پر پرنٹ ہو گیا، اس طرح جعل سازی کھل کر سامنے آئی، اس معاملہ میں مسافر کو ہی حوالات میں بند کیا گیا اور بکنگ کلرک جو اصل مجرم ہے اس تک قانون کے ہاتھ نہیں پہونچ سکے، مجسٹریٹ کے سامنے مسافر کی پیشی ہوئی تب بھی اس کی باتوں کو کسی نے نہیں سنا، سی سی ٹی وی کیمرے سے بھی اس کی تصدیق ہو گئی کہ یہ ٹکٹ جتندر سہنی نے ببیتا نامی کلرک کے ذریعہ خریدا تھا جو اس وقت ڈیوٹی پر مامور تھی۔

یہ کوئی پہلا معاملہ نہیں ہے، اس کے قبل غیر قانونی ٹکٹ بیچنے کے الزام میں ایک ٹریول ایجنسی کے مالک کے ساتھ تین دلالوں کو بھی گرفتار کیا گیا تھا، ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ نقلی ٹکٹ بیچنے والوں کا پورا ریکٹ کام کر رہا ہے اور کاؤنٹر پر مامور کلرکوں کی مدد سے یہ کاروبار خوب پھل پھول رہا ہے، پہلے سستے ٹکٹ کم دوری کے بنائے جاتے ہیں، پھر ان میں چار جگہوں میں تبدیل کی جاتی ہے، اسٹیشن کا نام، سفر کی تاریخ، ٹکٹ کی قیمت اور وقت کو بدل کر اسے لمبی دوری کا بنا کر مسافروں کے حوالہ کر دیا جاتا ہے اور اگر مسافر قسمت کا دھنی ہے تو ٹی ٹی کی نظر سے بچ جاتا ہے اور اگر بدقسمتی سے ٹکٹ چیکر نے پکڑ لیا تو سارا الزام اس بے گناہ پر آجاتا ہے اور معاملہ جیل تک جا پہونچتا ہے، ان حالات میں مسافروں کو بیدار اور ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے، ورنہ بے گناہی کا ثبوت دینا آسان نہیں ہوگا، خصوصاً اس صورت میں جب کہ محکمہ اپنے کارندوں کو تحفظ فراہم کرنے کی سوچ رہا ہے۔

اس واقعہ میں ہمارے لیے بڑا اسبق ہے، ہم سب دنیا کے کاؤنٹر سے آخرت کے سفر کے لیے جنت کا ٹکٹ لینا چاہتے ہیں، دنیا آخرت کی کھیتی ہے، آخرت میں جدھر جانا ہے اس کا فیصلہ دنیا میں کیے گیے اعمال سے ہی ہونا ہے، فضل خداوندی اور رحمت الٰہی کا معاملہ الگ ہے، ہم خود دنیا میں آخرت کے لیے جنت کے ٹکٹ کی خریداری کی فکر میں ہیں، احکام الٰہی کی پابندی اور طریقہ دینیوی پر چل کر ہی جنت کا اصل ٹکٹ مل سکتا ہے، ہمیں اس کا جائزہ لینا چاہیے کہ ہمارے اعمال جو اصلاً جنت اور جہنم کا ٹکٹ ہیں، ان میں کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم جنت کے ٹکٹ کے حصول کے لیے جو کام کر رہے ہیں وہ احکام الٰہی اور طریقہ نبوی سے اس قدر دور ہیں کہ آخرت میں یہ کھوٹے سکے کی طرح کام نہ آئیں اور اللہ کا فرشتہ یہ کہہ کر ہمیں مایوس کر دے کہ جس کام کو تم نے ثواب کی نیت سے کیا، وہ احکام الٰہی کے خلاف ہیں اور طریقۂ دنیوی سے ان کا تال میل نہیں ہے، اس لیے تمہارے لیے یہ جنت کا نہیں، جہنم کا ٹکٹ بن گیا ہے، جس طرح نقلی ٹکٹ لینے والے جیل کی ہوا کھاتے ہیں، تم بھی جہنم کی ہوا کھاؤ، خدانخواستہ اگر ایسا ہوا تو ہماری ساری محنت رائیگاں چلی جائے گی، اس وقت کیسی پریشانی اور مایوسی کا سامنا کرنا پڑے گا اس کو سوچ کر روح ابھی سے کانپ جاتی ہے، اللہ نے موقع دے رکھا ہے، زندگی کی جو سانسیں بچ گئی ہیں، ان کو ایسے کاموں میں صرف کرنا چاہیے، جس سے اللہ کی رضا و خوشنودی حاصل ہو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو جائے، ورنہ ہم جعلی ٹکٹ لے کر سفر کرنے والوں کی طرف دھر لیے جائیں گے۔ کاؤنٹروں پر بیٹھے جن لوگوں کی وجہ سے ہم گمراہ ہوئے ان کی پکڑ اور دار و گیر بعد میں ہوگی، ہم پہلے عتاب کے شکار ہوں گے، اس لیے کسی بھی عمل کے کرتے وقت کون کیا کہہ رہا ہے، ساتھ یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ احکام الٰہی اور طریقہ نبوی کے مطابق ہے یا نہیں؟

اختلاف

"اہل علم میں اختلاف ہونا ایک فطری چیز ہے، وہ پہلے بھی ہوا ہے، اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا، اس سے کبھی کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوتا، مسئلہ تب ہوتا ہے، جب سطحی علم کے کچھ لوگ اور عوام الناس علمی معاملات میں کود پڑتے ہیں، ایسے جہلاء پورے اعتماد سے تنقیدیں لکھتے ہیں، پروپیگنڈے کرتے ہیں، الزام و بہتان کے تیر برساتے ہیں، کفر و ضلالت کے فیصلے کرتے ہیں...... یہی وہ صورت حال ہے جس نے آج ہمارے یہاں علمی و ذوقی اختلافات کو فرقہ وارانہ تعصبات میں بدل دیا ہے۔" (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

"اس وقت آر ایس ایس اور بھاجپا کا آئی ٹی سیل پوری تندہی سے ایکٹیو ہو چکا ہے، ۲۰۱۹ء الیکشن میں ایشوز کے خلاف فسادات، تناؤ اور ہجومی تشدد کے لیے فضا بنانے کی غرض سے آر ایس ایس کے ہزاروں فیس بک اور وہاٹس اپ گروپ تیار ہو چکے ہیں اور ان کے ذریعہ روزانہ کروڑوں افراد تک زہر آلود اور نفرت انگیز مواد پھیلایا جا رہا ہے، فی الحال ضروری ہے کہ بھاجپا کے آئی ٹی سیل کی، ہندو راشٹریہ کی زہریلی سرگرمیوں سے چوکنا رہا جائے۔" (سمیع اللہ خان)

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا عبد الباسط ندوی

قدم سنبھال کے رکھیو کہ جائے مقدس ہے

الحج اشهر معلومات فمن فرض فيهن الحج فلارفث ولا فسوق ولاجدال فى الحج (البقرة:۱۹۷)

حج کے مہینے عام طور پر معلوم ہیں، پس جس کسی نے ان مہینوں میں حج کرنا اپنے اوپر لازم کرلیا تو (وہ حج کی حالت میں ہوگیا) حج کی حالت میں نہ تو عورتوں کی طرف رغبت کرنا ہے، نہ گناہ کی کوئی بات کرنی ہے اور نہ لڑائی جھگڑا۔

وضاحت : اللہ رب العزت نے ہمارے لئے عبادت کے جو طریقے متعین کئے ہیں، وہ سب صرف بندگی وعبودیت کے اظہار کے لئے ہیں، دنیوی میلوں ٹھیلوں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں، بلکہ ان عبادتوں کو دنیوی برائیوں، بے حیائیوں اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے بگاڑ وفساد اور لڑائی جھگڑوں سے کوسوں دور رکھا گیا ہے، خاص طور پر جب کوئی ایسا مجمع ہو جہاں مختلف جگہوں، مختلف زبانوں کے بولنے والے، مختلف مزاج وقماش اور مختلف النوع تہذیب ورہن سہن کے عادی لوگ اکٹھا ہورہے ہوں، عورتیں، بوڑھے، بچے، جوان سبھی عمر کے لوگ ہوں تو اس وقت جہاں برائیوں کو فروغ ہوسکتا ہے وہیں ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑے کی بھی نوبت آتی رہتی ہے، بلکہ قدم قدم پر ایسے مواقع سے انسان کو گزرنا پڑتا ہے کہ وہ چاہے تو اپنی شہوت وحیوانیت کو تسکین پہچانے کا کام کرے یا پھر بات بات پر لوگوں سے بحث ومباحثہ اور لڑائی جھگڑا کرتا رہے یا دوسرے گناہوں کے مواقع سے لذت کام ودہن کا فائدہ اٹھانے لگے، حج میں بھی مختلف جگہوں اور مختلف زبانوں اور مختلف عمروں کے لوگوں کا ایک بڑا بلکہ سب سے بڑا مجمع ہوتا ہے، اس لئے اس میں بھی ان گناہوں، برائیوں اور لڑائی جھگڑے کا امکان قوی تھا، اللہ تعالی نے اس آیت کریمہ اور اس تعبیر کے ذریعہ ان سب کی جڑ کاٹ دی اور کہا کہ رفث، فسوق اور جدال کا اس میں گزر ہی نہیں، ورنہ اس کا یہ حج ناقص وناممل رہے گا اور بعض صورتوں میں سرے سے حج ہی نہیں ہوگا۔ اس لئے حج کے تقدس کو ان برائیوں سے پاک وصاف رکھنا ضروری ہے، قرآن نے ان حالات میں پائے جانے والے تمام برائیوں کو ان تینوں لفظوں میں اکٹھا کردیا ہے، رفث ہر اس برائی کو کہتے ہیں جو انسان کے شہوانی جذبات وخواہشات کو بھڑکائے **الرفث كلمة جامعة لما يريده الرجل من اهله** (قرطبی) بدنگاہی سے لے کر زبان پر اس کے چرچے اور پھر آگے کے مقدمات وحرکات تک کے سارے اعمال اس میں شامل ہیں، غیر عورتوں کے سلسلہ میں تو یہ ممنوع ہیں ہی، اپنی بیوی کے تعلق سے بھی یہ چیزیں احرام کی حالت میں ممنوع ہیں، اور ان سے بھی یا ان کے تعلق سے ان چیزوں کے تذکرے سے بچتے رہنا چاہیے گویا اس کے ذریعہ نگاہ، زبان اور دل ودماغ یعنی ظاہر وباطن سب کو صرف اور صرف اللہ تعالی کی طرف متوجہ کردیا گیا ہے کہ حج کے دوران نگاہ صرف اللہ کی ذات پر ہو، دل میں صرف اللہ کی یاد ہو زبان پر صرف اللہ ہی کا ذکر ہو۔ دوسرا لفظ فسوق ہے، اس میں ہر طرح کے گناہ کے کام وبات سب شامل ہیں **الفسوق جميع المعاصي كلها** (قرطبی) یہ گرچہ حج کے باہر بھی ناجائز وممنوع ہیں، مگر حج کی حالت میں اس کی سنگینیت اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے گناہ میں اضافہ ہوجاتا ہے، نیز بعض جائز امور بھی احرام کی حالت میں ممنوع ہوجاتے ہیں، اس لئے خصوصیت کے ساتھ ان ایام میں اس سے بچنا چاہیے کہ مقدس مقامات پر نیک اعمال کا ثواب جہاں زیادہ ہوتا ہے، وہیں برائیوں کا وبال اور گناہ بھی زیادہ ہوتا ہے، اس لئے بندہ کو اس پر متنبہ کیا گیا کہ یہ دیار حرم ہے، مقدس وپاک سرزمین ہے، یہاں قدم پھونک پھونک کر رکھو، سنبھال کر رکھو، کہیں کوئی ایسی لغزش نہ ہوجائے کہ تم اپنے معبود ومحبوب حقیقی کی نگاہ سے دور ہوجاؤ اور تمہارا یہاں آنا اور یہاں کا قیام کرنا سب بے سود و بے معنی ہوکر رہ جائے، بلکہ بعض دفعہ وبال وسزا کی صورت نہ اختیار کرلے۔ اس لئے حاجی کو یہاں دوران حج خصوصیت کے ساتھ تمام گناہوں سے بچتے رہنا چاہیے، غیبت، چغلی، بدخواہی، دوسروں کی برائی یا دوسروں پر تبصرہ، چوری، دوسروں کا سامان بلا اجازت استعمال کرنے وغیرہ سے بہت احتیاط اور بچنے کی ضرورت ہے، اس کے برعکس دوسروں کے ساتھ ہمدردی، ان کی مدد، ہر لمحہ اپنے سے زیادہ ان کی راحت کی فکر خصوصاً ساتھ رہنے والے حاجیوں اور ساتھیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہنا چاہیے۔ تیسرا لفظ قرآن نے جدال کا استعمال کیا ہے، اس میں بحث ومباحثہ، تکرار وحجت، تلخ کلامی ودرشت خوئی اور بدزبانی سے لے کر ہاتھا پائی اور مار پیٹ تک کی ساری چیزیں شامل ہیں، **عن ابن عمر كان يقول الجدال فى الحج السباب والمراء والخصومات** (ابن کثیر) ابتداء سفر سے لے کر بس وہوائی جہاز میں بیٹھنے، سامان رکھنے واتارنے وچڑھانے، قیام گاہ پر پہنچ کر سامان حاصل کرنے، اپنی جگہ لینے، راستہ میں چلنے پھرنے، اٹھنے بیٹھنے غرض ہر ہر قدم پر ایسے مواقع آتے رہتے ہیں کہ اگر آدمی صبر وتحمل سے کام نہ لے تو ہر کس وناکس سے الجھتا رہے گا اس لئے یہاں قرآن نے صبر وتحمل کی تلقین کرتے ہوئے ان چیزوں سے روک دیا کہ الجھنا اور بحث وتکرار تو دور کی بات، اس کو سوچنا بھی نہیں بلکہ اس سے بڑھ کر خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی راحت کی فکر کرنا، اپنی ذات سے صرف کسی کو تکلیف ہی نہیں پہنچانا بلکہ دوسروں کے ذریعہ جو تکلیف پہنچے اسے خوش دلی سے گوارہ کرلینا حج کو کامیاب ومقبول بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ حج کرنے والوں نے اگر ان ممنوع چیزوں سے اپنے دامن کو بچانے میں کامیابی حاصل کرلی تو ان کے حق میں اللہ کے رسول ﷺ کی زبردست بشارت ہے کہ وہ گناہوں سے اس طرح دھل دھلا جاتا ہے، جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

حج کا احرام باندھتے وقت ناخن وغیرہ کاٹنے کا حکم:

احرام باندھنے سے قبل ناخن اور مونچھوں کا کاٹنا مستحب ہے، لیکن حج کے دنوں میں حج کا احرام باندھنے والا شخص ناخن اور مونچھوں کا بال کاٹے گا یا نہیں؟ جبکہ عیدالاضحیٰ کی قربانی بھی دینے کا ارادہ ہے؟

الجـــــــواب و باللّٰه التوفيق

صورت مسئولہ میں شخص مذکور جو عیدالاضحیٰ کی قربانی دینے کا ارادہ رکھتا ہے، اس کے لیے حج کا احرام باندھتے وقت ناخن وغیرہ کا نہ کاٹنا مستحب ہے، کیوں کہ وہ عشرۂ ذی الحجہ میں ہے اور عشرۂ ذی الحجہ میں قربانی کرنے والے کے متعلق حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ اپنے ناخن اور بالوں کو نہ کاٹے۔

”عن ام سلمة رضى اللّٰه تعالىٰ عنها ترفعه قال: اذا دخل العشرو عنده اضحية يريد أن يضحى فلاياخذن شعراو لا يقلمن ظفرا۔“(صحيح مسلم۲/۱۶۰)

غنیۃ الناسک میں ہے۔”فاذاأراد أن يحرم يستحب له قبل الغسل كمال التنظيفبأن يقص شاربه و يقلم اظفاره و ينظف ابطيه......تنبيه : و ينبغى أن يستثنى منه من يحرم فى العشر و هو يريد التضحية فان المستحب لمن يريد التضحية أن لا ياخذو لايقلم ظفره فى العشر حتى يضحى لما فى صحيح المسلم“ (غنية الناسك/۳۴)

ایام تشریق میں حاجیوں کا تکبیر تشریق کہنا:

کیا حاجی حضرات ایام تشریق میں نماز پنجگانہ کے بعد تکبیر تشریق بھی کہیں گے یا صرف تلبیہ پڑھیں گے؟

الجـــــــواب و باللّٰه التوفيق

ایام تشریق میں نماز پنجگانہ کے بعد تکبیر تشریق کہنا جس طرح غیر حاجی پر واجب ہے، اسی طرح حاجی حضرات پر بھی، لہٰذا صورت مسئولہ میں حاجی حضرات ایام تشریق میں نماز پنجگانہ کے بعد پہلے تکبیر تشریق کہیں گے، پھر تلبیہ پڑھیں گے۔

”و يبدأ المحرم بالتكبير بالتلبية“(خلاصة الفتاوىٰ ۱/۲۱۶)

حالت احرام میں ماسک کا استعمال:

حالت احرام میں بعض حاجیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے منہ پر ماسک باندھے رہتے ہیں، کیا ایسا کرنا درست ہے؟ کسی نے ماسک باندھ لیا تو کیا کفارہ لازم ہوگا؟

الجـــــــواب و باللّٰه التوفيق

حالت احرام میں چہرہ ڈھکنا ممنوع ہے، لہٰذا حاجی حضرات پر ضروری ہے کہ وہ حالت احرام میں چہرہ پر ماسک باندھنے سے احتراز کریں، کیوں کہ ماسک چہرے کے چوتھائی یا زیادہ حصہ کو چھپا لیتا ہے، اور چہرہ کا ایک چوتھائی یا زیادہ حصہ کا چھپا رہنا موجب کفارہ ہے۔ اگر مکمل ایک دن یا ایک رات یا اس سے زیادہ باندھے رکھا تو صدقۂ فطر کے بقدر صدقہ لازم ہوگا اور اگر ایک گھنٹہ سے کم باندھے رکھا تو ایک مشت گندم صدقہ دینا ہوگا۔(أو ستـــر رأسه)أى كله أو ربعه و مثله الوجه......(يوماً كاملاً أو ليلة) الظاهرأن المراد مقدار أحدهما، فلو لبس من نصف النهار إلينصف الليلمن غير انفصال أو بالعكس لزمه دم كما يشير إليه قوله وفى الأقل صدقة ...... (و فى الأقل صدقة)أى نصف صاع من بر و شمل الاقل الساعة الواحدة......و فى اقل من ساعةقبضة من بر۔(رد المحتار۳/۵۷۷ كتاب الحج باب الجنايات)

حج بدل کرنے والا قربانی کس کی طرف سے کرے گا:

حج بدل کرنے والا حج کی قربانی اپنی طرف سے کرے گا یا اس شخص کی طرف سے جس کے بدل میں وہ حج کررہا ہے؟

الجـــــــواب و باللّٰه التوفيق

حج بدل میہں حج اگرچہ آمر (وہ شخص جس کی طرف سے حج کیا جارہا ہے) کی طرف سے ادا ہوتا ہے، لیکن چونکہ حج کے افعال مامور (حج بدل میں جانے والا شخص) انجام دیتا ہے اور دم تمتع دم شکر ہے جو حج کے افعال انجام دینے والے پر واجب ہوتا ہے، اس لیے صورت مسئولہ میں دم تمتع (حج کی قربانی) مامور اپنی طرف سے دے گا، نہ کہ آمر کی طرف سے۔

(و دم القران)والتمتع (والجناية على الحاج) ان اذن له الآمر بالقرانو التمتع(الدر المحتار)(قوله على الحاج) اى المامور، اماالاول فلانه وجب شكرا على الجمع بين التسكين و حقيقة الفعل منه و ان الحج يقع عن الآخرلأنه وقوع شرعى لا حقيقى (رد المحتار۴/۳۲ باب الحج عن الغير)

دوران طواف بیت اللہ شریف پر نگاہ ڈالنا:

طواف کرتے وقت بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا کیسا ہے، جائز ہے یا ناجائز؟

الجـــــــواب و باللّٰه التوفيق

طواف کرنے والے کے لیے ادب یہ ہے کہ دوران طواف اپنی نظریں چلنے کی جگہ رکھے، تاکہ ادھر ادھر دھیان نہ بٹے اور یکسوئی سے طواف ادا ہوجائے۔ بحالت طواف بیت اللہ شریف کی طرف دیکھنا خلاف ادب ہے، کوئی ناجائز یا حرام نہیں ہے۔”و ينبغى أن لا يجاز بصره محل مشيه كالمصلى لا يجاوزبصره محل سجوده لأنه الادب الذى يحصل به اجتماع القلب۔(غنية الناسك:۶۵)“ والله تعالىٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 29 مورخہ ۹/ذیقعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۳/جولائی ۲۰۱۸ء روز سوموار

اندھا قانون

اس وقت ملک میں سب سے زیادہ بھیڑ کے اندھے قانون کا چلن ہے، کسی بھی عنوان سے بے گناہوں پر ہجوم ٹوٹ پڑتا ہے اور دیکھتے دیکھتے متاثر شخص یا تو جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے یا اسپتال پہونچ جاتا ہے، اب تک اس تشدد کے شکار مسلمان ہو رہے تھے اور جس کی وجہ سے درجنوں لوگ دنیا سے رخصت ہو گیے، تازہ واقعہ جھارکھنڈ کے پاکوڑ میں ہجومی تشدد کے ذریعہ سناتن گرو، ممتاز سماجی کارکن اور ملک میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کے علم بردار سوامی اگنی ویش پر جان لیوا حملہ ہے، اس حملہ میں انہیں زمین پر گرا کر بری طرح زدوکوب کیا گیا ان کے کپڑے پھاڑ دیے گیے، سوامی اگنی ویش کے بقول حملہ آور بی جے پی یووا مورچہ اور اکھل بھارتیہ ودیارتھی پریشد کے کارکن تھے، سوامی اگنی ویش کی عمر اسی سال ہے، زندگی تھی تو ان درندوں کے ہاتھوں سے وہ بچ نکلے ورنہ ان کے مرجانے میں اسباب کی حد تک ان لوگوں نے کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔

یہ واقعہ ٹھیک اس دن وقوع پذیر ہوا، جس دن سپریم کورٹ کی سہ رکنی بینچ نے ہجومی تشدد پر سخت تبصرہ کرتے ہوئے اس سے نمٹنے کے لیے علاحدہ قانون بنانے کا مشورہ دیا تھا اور تین حصوں پر مشتمل اپنے فیصلے میں مجموعی طور پر تئیس (۲۳) رہنما اصول طے کیے تھے اور یہ صراحت کردی تھی کہ چار ہفتے کے اندر اس پر عمل ہو جانا چاہیے، ان ہدایات میں ہر ضلع میں اس پی رینک کا نوڈل افسر مقرر کرنا، سوشل میڈیا اور مختلف ذرائع ابلاغ کے ذریعہ ہجومی تشدد کے خلاف بیداری پیدا کرنا اور اس جرم سے متعلق سزا کی تشہیر کے ساتھ واردات کی اطلاع پر فوری اف آئی آر درج کرنا شامل ہے، یہ فیصلہ سپریم کورٹ نے تحسین پوناوالا اور مہاتما گاندھی کے پوتے تشار گاندھی کی عرضیوں پر تفصیلی سماعت کے بعد سنایا، عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ کس بھی شہری کو قانون اپنے ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے اور ہجومی تشدد پر روک لگانا اور قانون وانتظام کا نفاذ حکومت کی ذمہ داری ہے، خوف اور لاقانونیت کی صورت میں حکومت کو مثبت قدم اٹھانے کا مشورہ دینے کے بعد عدالت نے کہا کہ تشدد کی اجازت کسی کو نہیں دی جاسکتی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ عدالت کے اس اہم فیصلے کے بعد حکومت کا رخ کیا رہتا ہے اور کیا وہ کوئی ایسا قانون لاتی ہے جس سے ہجومی تشدد کو روکا جاسکے۔ سوامی اگنی دیش جس طرح ہجومی تشدد کا شکار ہوئے، اس نے ایک بات صاف کردی ہے کہ

اس دور ستم گر میں سچ بات کے لکھنے کو جو ہاتھ بھی اٹھیں گے وہ ہاتھ قلم ہوں گے

فرقہ پرست عناصر حق گوئی، بے باکی کو پسند نہیں کرتے اور وہ ہر اس شخص کی زبان بند کرنے کو تیار بیٹھے ہیں، جو ان کے مفاد ومقاصد کے خلاف بولتے اور لکھتے ہیں، اب تک ہجومی تشدد کا شکار مسلمان گئو کشی کے نام پر ہو رہے تھے، اب بات سوامی اگنی دیش تک پہونچ گئی، جن کا گئو کشی سے کچھ لینا دینا نہیں ہے، دراصل آگ کو جب تک کھانے کو الگ سے ملتا رہتا ہے وہ بھڑکتی رہتی ہے، لیکن اگر باہر سے کچھ نہیں ملا تو آگ خود کو کھانا شروع کرتی ہے اور پھر دیکھتے دیکھتے وہ راکھ کا ڈھیر بن جاتی ہے، فرقہ پرست عناصر کی لگائی ہوئی آگ میں کون کب جل مرے گا کہنا مشکل ہے، ایک دن اس آگ کو راکھ کا ڈھیر ہو ہی جانا ہے۔

ہجومی تشدد، عدم رواداری اور عدم برداشت کی فکر وسوچ کی انتہا کہیں نہ کہیں پر ہونی ہے اور اس انتہا کے بعد جو آغاز ہوگا وہ امن وشانتی، سکون اور چین کا ہوگا، دیکھتے رہیے، انتظار کیجئے، انتظار کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

مہنگائی کی مار

روزمرہ استعمال کی چیزوں مثلا پٹرول، ڈیزل، رسوئی گیس، معدنیات اور سبزیوں کی قیمت میں غیر معمولی اضافہ کی وجہ سے عام شہریوں اور اوسط آمدنی والے خاندان کی زندگی بڑی مشکلات سے گذر رہی ہے، اس مہنگائی کی وجہ سے افراط زر ساڑھے چار برس کے دوران 5.77 پر پہونچ گیا ہے، سرکاری اعداد وشمار پر یقین کریں تو مہنگائی کی شرح مئی میں 4.43 فی صد تھی جبکہ گذشتہ سال جون میں 0.90 فی صد تھی، گذشتہ تین مہینوں میں تین فی صد سے زیادہ کا اضافہ درج کیا گیا ہے۔ یہ ۲۰۱۳ کے بعد سب سے زیادہ اضافہ ہے ۲۰۱۳ء میں یہ شرح 5.88 پر پہونچ گئی تھی، وزارت کامرس اور صنعت کی طرف سے جو اعداد جاری کیے گیے ہیں اس کے مطابق رواں برس کے جون میں ایندھن زمرہ کی مصنوعات 6.18 فی صد مہنگی ہو گئی تھیں، ڈیزل کی قیمت 21.63 رسوئی گیس اور پٹرول کی قیمتوں میں 17.45 فی صد کا اضافہ ہوا تھا یہ اعداد وشمار تھوک اشیاء پر مہنگائی کے ہیں، خردہ مہنگائی کی شرح بھی پانچ فی صد کے اضافہ کے ساتھ جنوری ۲۰۱۸ء کے بعد سب سے اونچی سطح پر پہونچ گئی ہے۔

افراط زر اور مہنگائی کی اس مار کا اچھا خاصہ اثر شیر بازار پر پڑا ہے اور سینسکس 218 انک ٹوٹ کر 36,324 پر پہونچ گیا ہے، بازار کی اس غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے سرمایہ کاری کرنے والے بھی ہوشیار ہو گیے ہیں، ان اس آئی کا نفٹی بھی ۱۲۲ انک کے نقصان کے ساتھ گیارہ ہزار (۱۱۰۰) سے نیچے آگیا، نفٹی میں شامل پچاس حصص میں سے پینتیس نقصان میں رہے۔

اس غیر یقینی صورت حال کی وجہ سے بڑے کاروباری بھی پریشان ہیں، لیکن ان کے یہاں دولت کی ریل پیل ہوتی ہے، اس لیے اس کوٹھی کا دھان اُس کوٹھی میں، کرتے رہتے ہیں، نقصان سہنے کی سکت نہیں رہتی ہے تو ملک سے باہر بھاگ جاتے ہیں، بینک بڑی آسانی سے اپنے دیوالیہ ہونے کا اعلان کر دیتا ہے، نن بینکنگ والے اپنا بورڈ اتار کر فرار ہو جاتے ہیں، آپ کھوجتے رہیے، ساری مار نیچے والوں پر پڑتی ہے، ان کی زندگی بھر کی جمع پونجی ختم ہو جاتی ہے، وان کے گھر کے چولھے ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، گیس کے لیے پیسے نہیں ہوتے اور غذائی اجناس کی عدم موجودگی میں وہ بھوکوں مرتے ہیں، کسانوں کی خودکشی کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے نوبل انعام یافتہ ماہر اقتصادیات امریتہ سین نے کہا ہے کہ ''۲۰۱۴ء کے بعد ملک کی معیشت نے پیچھے کی طرف چھلانگ لگائی ہے''، ۲۰۱۴ء میں ملک پر غیر ملکی قرض کا بوجھ 440.6 ارب ڈالر تھا، ۲۰۱۸ء میں اب یہ بوجھ بڑھ کر 1513.6 ارب ڈالر ہو گیا ہے، ۲۰۱۴ء میں ڈالر ہندوستانی کرنسی میں 59 روپے کا تھا؛ لیکن اب 69.9 ہو گیا ہے، پٹرول کی قیمت ڈیڑھ گنا بڑھ گئی ہے اور کھانے پکانے کا گیس چھلانگ لگا کر سیدھے چار سو روپے سے آٹھ سو روپے تک پہونچ گیا ہے۔

حکومت بیان بازی کرتی ہے، تسلیمات دیتی ہیں، امداد کا اعلان بھی کرتی ہے، لیکن ان پر عمل کی نوبت کم ہی ہوتی ہے، آخر غریب آدمی کہاں جائے اور کس طرح اپنی زندگی بچائے؟ یہ ایک سوال ہے جو ہر شہری کے ذہن میں ہے اور جواب دینے والا سسٹم دن بدل فیل ہوتا جا رہا ہے۔

دوہرا پیمانہ

گذشتہ چند سالوں میں ذرائع ابلاغ اور میڈیا نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اس قدر مہم چلائی کہ ہندوستان جیسے جمہوری ملک میں جرم وسزا کے پیمانے بھی مذہب کے خانوں میں بنٹ گیے، وہی کام اگر کوئی مسلمان کرتا ہے تو داروگیر شروع ہو جاتی ہے اور سخت سے سخت سزا دلوانے کی تجاویز گشت کرنے لگتی ہیں، اور وہی کام کوئی غیر مسلم کرتا ہے تو صدائے برنہ خواست کا معاملہ ہوتا ہے، اس دوہرے پیمانے کی وجہ سے عدم رواداری کا ماحول بڑھ رہا ہے، اور سیاسی بازیگر جس قدر بھی اس کی تاویل وتوجیہہ کریں، لیکن وہ اس حقیقت کو جھٹلا نہیں سکتے کہ مسلمانوں اور دلتوں کو اس ملک میں دوسرے درجہ کے شہری بنا کر رکھنے کی جو مہم آر اس اس والوں نے شروع کی تھی وہ اب تیزی سے برگ وبار لانے لگی ہیں۔

اس معاملہ کو مثال سے سمجھیں تو بات جلد سمجھ میں آئے گی، زی ہندوستان کے ایک مباحثہ میں بحث کے دوران فرح فیض نے مفتی اعجاز ارشد قاسمی پر ہاتھ چلا دیا، اس کے عوض اپنے دفاع میں مفتی اعجاز ارشد نے بھی دو چار ہاتھ جما دیے، ٹی وی والوں نے اس پہلے تھپڑ کو فراموش کر دیا اور سارا قصور مفتی اعجاز ارشد کے سر منڈھ دیا اور پورے ہندوستان میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلمان عورتوں پر تشدد کرتے ہیں، جب عورتیں تشدد پر اتر آئیں، جن کے ہاتھوں کی چوڑیاں مشہور ہیں تو کیا مرد چوڑی پہن کر بیٹھ جائیں اور عورتوں کے تشدد کا جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیں کہ دو چار جوتیاں تشدد اور جما لو، ظاہر ہے یہ نقطۂ نظر نہ تو قرینہ انصاف ہے اور نہ فطرت انسانی سے ہم آہنگ، اس لیے جب فرح فیض نے ہاتھ اٹھایا تو مفتی اعجاز ارشد کے پاس اپنے دفاع کے علاوہ کیا راستہ بچا تھا، اس لیے انہوں نے بھی تین چار تھپڑ لگائے، بات آئی گئی ہو جانی چاہیے تھی، لیکن جب کوئی کام منصوبہ بند انداز میں کیا جاتا ہے تو ساری تیاری پہلے سے ہوتی ہے، اعجاز ارشد کے تھپڑ لگتے ہی عنبریں چلانے لگی اور پولس بھی فورا آدھمکی اور انہیں پکڑ کر تھانے لے گئی اور ایک چھوٹی سی بات کا اس قدر میڈیا نے بتنگڑ بنایا کہ مفتی اعجاز ارشد کو کتنے دن جیل میں گذارنے ہوں گے پتہ نہیں، فرح فیض نے فرضی دفعات لگا کر انہیں پابند قفس رکھنے کی پوری تیاری کر رکھی ہے، دوسری طرف فرح فیض نے جو پہلا طمانچہ جڑا اس سلسلے میں اف آئی آر بھی درج نہیں ہو پا رہا ہے، ظاہر ہے یہ دوہرا پیمانہ ہے فرح فیض آر اس اس کی مہلا ونگ کی صدر ہے۔ اس لئے اس کے فرضی دفعات بھی قبول ہیں اور مفتی اعجاز ارشد کا صحیح مقدمہ اقدام زدوکوب پولیس لینے کو تیار نہیں ہے، یہ واقعہ نوئیڈا میں ہوا جو اتر پردیش کا حصہ ہے، اتر پردیش کی یوگی حکومت ایک مولوی پر ظلم وستم جاری رکھنے کا موقع کیسے ضائع کر سکتی ہے۔

اسی قسم کا ایک واقعہ لائیو شو میں سوامی اوم جی مہاراج کے ساتھ ہوا تھا، لائیو شو میں شریک ایک عورت نے سوامی جی پر ہاتھ اٹھا دیا، پھر کیا تھا سوامی جی نے بھی اپنے مردانہ ہاتھ کا استعمال کیا اور کئی ہاتھ جڑ دیے، اس واقعہ کی کوئی رپورٹ پولس کو نہیں کی گئی، نہ پولس آئی، نہ مقدمہ ہوا، اور نہ ہی سوامی اوم جی مہاراج کو جیل کی ہوا کھانی پڑی، کیوں کہ وہ دونوں غیر مسلم تھے اور اس ملک میں انصاف کے دوہرے پیمانے ہیں، اس پیمانے کا مطلب تھا کہ سوامی اوم جی مہاراج کو عورتوں پر تشدد اور ہراساں کرنے کا الزام نہ لگایا جائے۔

لیکن مفتی اعجاز ارشد کے معاملہ میں یہ قدم اٹھانا ضروری سمجھا گیا تاکہ اسلام، مسلمان اور مولویوں کو بدنام کیا جائے، وہ تو اللہ کو اچھا کرنا تھا کہ سامنے فرح فیض نام کی حد تک صحیح مسلمان عورت تھی، ورنہ کوئی بعید نہیں تھا کہ مفتی اعجاز ارشد قاسمی ہجومی تشدد کے شکار ہو جاتے، جب پیمانے دو ہوں تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔

سفر علم

شوال سے مدارس اسلامیہ کا تعلیمی سال شروع ہوتا ہے، اور بہار کے طلبہ خصوصیت سے ملک کی دوسری ریاستوں کے تعلیمی اداروں میں داخلہ کے لیے سفر کرتے ہیں، اس میں ان اساتذہ کی کوششوں اور ترغیب کا بڑا دخل ہوتا ہے جو ریاست سے باہر کے دوسرے مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے ہیں، اتر پردیش کرناٹک اور دوسرے صوبے کے مدارس بہاری طلبہ سے بھرے ہوتے ہیں، بلکہ کہنا چاہیے کہ ان کے وجود سے ہی وہاں کے ادارے آباد وشاداب ہیں۔

طلبہ بہار ہی میں پڑھیں، ایسی کوئی پابندی لگانا مناسب نہیں ہے، اکابر اہل علم کا سفر علم کی داستانیں قابل تقلید بھی ہیں اور قابل ستائش بھی، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

یادوں کے چراغ

ڈاکٹر فواد سزگین-ایک عہد ساز شخصیت

: مولانا بدر الحسن قاسمی کویت

۳۰/جون ۲۰۱۸ءکوترکی کے شہر استنبول میں نامور محقق ومؤرخ پروفیسر فؤاد سزگین کی ۹۴/سال کی عمر میں وفات کی خبر اخبارات ورسائل میں آچکی ہے اور مختلف حلقوں کی طرف سے ایک عالمی شہرت یافتہ اور محقق عالم کی وفات کوایک عظیم سانحہ قرار دیا گیااور اس حادثہ پر رنج وغم کا اظہار کیا گیا ہے جو بلاشبہ ان کا حق ہے اور انہوں نے اپنی زندگی میں جو کارنامہ انجام دیا ہے وہ یقیناً لائق تحسین وآفریں ہے۔ساتھ ہی بعض لوگوں نے ان کی جواں عمری کی بعض تحقیقات اور مستشرقین کے زیر اثر پیدا ہونے والے ان خیالات کی بھی ترویج کی کوشش کی ہے جس سے وہ رجوع کر چکے تھے۔

پروفیسر سزگین کی پیدائش ۱۹۴۲ءمیں ترکی کے شہر تبلیس میں ہوئی تھی ابتدائی تعلیم کے دوران ہی والدین کی توجہ سے عربی زبان سے مناسبت پیدا ہوگئی تھی پھر جرمن مستشرق ''ہیلمٹ ریٹر'' کی کوششوں سے ان کو عرب تہذیب وثقافت کی تاریخ نگاری سے دلچسپی پیدا ہوئی تقریباً ۲۰ سال ترکی کے تعلیمی اداروں سے وابستہ رہے اور ترکی میں موجود کتب خانوں اور وہاں کی قلمی کتابوں کے بارے میں تحقیق وریسرچ کرتے رہے۔

ڈاکٹر سزگین کا طبعی میلان ریاضیات اور سائنس وغیرہ کی طرف تھا؛ لیکن ماں باپ کی دلچسپی اور جرمن مستشرق کی توجہ سے ان کا رخ عربی تراث (قومی ثقافتی اثاثہ) کی طرف ہوگیا اور پھر وہ اسی میدان کے بلند پایہ محقق بنے۔

۱۹۳۵ءمیں انہوں نے ڈاکٹریٹ کا مقالہ '' صحیح بخاری'' کے مصادر کے موضوع پر لکھا اور ۱۹۴۵ءمیں جرمن یونیورسٹی سے ان کو ڈاکٹریٹ کی ڈگری ملی۔اس کتاب میں انہوں نے تحقیق کی تو بھرپور کوشش کی ہے لیکن مستشرقین کی پھیلائی غلط فہمیوں کا شکار ہوکر ایسے نتائج تک پہنچے جو علمی حیثیت سے بے وزن اور حقائق کی دنیا میں مضحکہ خیز تھے۔'' صحیح الامام البخاری''جو کتاب اللہ کے بعد اصح ترین کتاب قرار دی گئی ہے اور جو تحقیق وتنقید کے اعلی معیار پر جانچ کے بعد بے مثال کتاب سمجھی گئی ہے اس کے بارے میں اس طرح کے مغالطوں کا شکار ہوگئے کہ''امام بخاری سند کی تحقیق کا اعلی معیار برقرار نہیں رکھ سکے''۔

انہوں نے پچھلے لوگوں کی تحقیق کو جمع کرنے کی کوشش کی؛ لیکن اس میں کامیاب نہیں ہوئے اور کوئی اچھی مثال قائم نہیں کرسکے۔فن روایت واسناد کو ترقی دینے کے بجائے ان کی وجہ سے اس فن کے زوال کا وہ نقطۂ آغاز بن گئے۔۱۹۶۰ءمیں ترکی کے حالات اور سیاسی اسباب کی وجہ سے وہ مستقل جرمنی منتقل ہوجانے پر مجبور ہوئے وہاں کی شہریت لے لی اور وہیں تحقیق وریسرچ کا بڑا ادارہ قائم کرنے کا انہوں نے منصوبہ تیار کیا۔جب جرمن زبان میں ان کی کتاب ''تاریخ التراث العربی'' شائع ہوئی اور لوگوں نے ان کی بے پناہ محنت اور تحقیق کے اعلی معیار کا اندازہ کیا تو ہر طرف ان کی پذیرائی ہونے لگی۔اور منصوبہ کے مطابق تحقیق وریسرچ کا ادارہ قائم کرنے میں لوگوں نے ان کی بھرپور مدد کی،کویت کی گورنمنٹ نے مناسب بلڈنگ کے لئے دل کھول کر مدد کی،عراق اور دیگر ملکوں اور اداروں نے بھی ان کے پروجیکٹ سے دلچسپی لی۔انہوں نے فرانکفورٹ یونیورسٹی کے ماتحت ادارہ قائم کرلیا اور یکسوئی کے ساتھ اپنے کام میں لگ گئے۔اور انہوں نے وہ کارنامہ کردکھلایا جس نے ان کو عالمی شہرت عطا کی اور ترکی، جرمنی، مصر، عراق، شام ہر جگہ سے ان کو نشان امتیاز اور تمغے ملے اور 1979 میں سعودی عرب نے بھی ان کو فیصل ایوارڈ دینے کا فیصلہ کیا جس کے وہ بجا طور پر مستحق تھے۔

۱۹۶۷ءمیں ان کی کتاب ''تاریخ التراث العربی'' جرمن زبان میں شائع ہوئی تھی اور ۱۹۷۸ءمیں اس کا عربی ترجمہ محمد بن سعود یونیورسٹی وریاض یونیورسٹی کی طرف سے ۱۲/جلدوں میں شائع کیا گیا۔''تاریخ التراث العربی'' کی تصنیف درحقیقت انہوں نے جرمن مستشرق کارل بروکلمان کی مشہور زمانہ کتاب ''تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ '' کوسامنے رکھ کر اس کی تکمیل اور اس کی غلطیوں کی اصلاح کے جذبہ سے شروع کیا تھا لیکن انہوں نے عربی تراث کے ذخیرہ اور اس سے متعلقہ مصادر کو دیکھ کر محسوس کیا کہ مستقل کتاب لکھنے کی ضرورت ہے چنانچہ انہوں نے تقریباً ۱۸/جلدیں لکھ ڈالیں۔ڈاکٹر سزگین کی کتاب جب عربی زبان میں شائع ہوئی تو قدرتی طور پر انہیں تنقید کا سامنا بھی کرنا پڑا۔امام بخاری اور ان کی مرتب کردہ الجامع الصحیح سے متعلق مستشرقین کے غلط طریق تحقیق کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی غلط فہمیوں پر سب سے پہلے ڈاکٹر اکرم ضیاء العمری نے تنقید کی اور ڈاکٹر سزگین کی غلط فہمیوں کو اپنے ایک مضمون میں واضح کیا۔جو المورد نامی مجلّہ میں شائع ہوا بعد میں دراسات اسلامیہ نامی کتاب کا حصہ بنا۔دراصل فؤاد سزگین کے ذہن میں صحیح بخاری میں موجود تعلیقاً ذکر کردہ روایتوں کی وجہ سے غلط فہمی پیدا ہوئی حالانکہ اصل صحیح بخاری جو دو ہزار چھ سو دو غیر مکرر روایتوں کا مجموعہ ہے جس کو امام بخاری نے چھ لاکھ روایتوں سے منتخب کر کے اپنی کتاب تیار کی ہے۔اور انکی سندوں میں تحقیق کا نہایت ہی بلند معیار رکھا اور صحت کی شرائط کی ایسی پابندی کی جسکی مثال نہیں ملتی جو انکی کتاب کی فوقیت کی بنیاد تھی

یہ بات خوش آئند اور لائق تعریف ہے کہ ڈاکٹر فؤاد سزگین نے غلطیاں واضح ہوجانے کے بعد اپنے خیالات سے رجوع کرلیا تھا چنانچہ اپنی کتاب کے عربی نسخہ میں امام بخاری اور ان کی صحیح کے بارے میں تنقید کو خارج کردیا ہے۔امید ہے کہ کتاب کے اصل جرمن نسخہ میں بھی انہوں نے اس کی تصحیح کردی ہوگی۔

پروفیسر فؤاد سزگین کی کتاب ''تاریخ التراث العربی''ایک بے مثال کتاب ہے لیکن ہر انسانی عمل کی طرح اس میں بھی غلطیوں کا رہ جانا یا اس میں درج کردہ معلومات میں اضافہ کرنے کی گنجائش اسی طرح باقی رہ جاتی ہے جس طرح کہ کارل بروکلمان کی کتاب میں خامیوں کا اندازہ ڈاکٹر فؤاد سزگین کو ہوا،کتاب کی ۱۲/جلدیں عربی زبان میں شائع ہوئی ہیں باقی کا ترجمہ غالباً ابھی تک نہیں ہوسکا ہے۔ان بارہ جلدوں کا تحقیقی جائزہ ڈاکٹر حکمت بشیر یسین، ڈاکٹر نجم عبدالرحمٰن خلف اور بعض دیگر علماء نے لیا ہے۔(بقیہ صفحہ ۱۰/پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

خطبات سبحانی

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

خطبات سبحانی، استاذ حدیث جامعہ رحمانی، حضرت مولانا عبدالسبحان صاحب رحمانی دامت برکاتہم کے ۲۹/ خطبات کا مجموعہ ہے، زیادہ تر یہ خطبات خانقاہ رحمانی کے مریدین ومتوسلین معتقدین، اور متعلقین نیز جامعہ رحمانی مونگیر کے اساتذہ وطلبہ کے سامنے دیے گیے ہیں، اس لیے موضوعات میں تنوع ہے، واقعات وغیرہ کے ذکر میں خانقاہ رحمانی مونگیر کے اکابر کے احوال وآثار، ان کی کشف وکرامات کے بیان سے بھی خطبات کو مزین اور آراستہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے، یقیناً خانقاہ رحمانی کے اکابر کی جو خدمات رہی ہیں، اور اب بھی جاری ہیں، ان میں کام کرنے والوں کے لیے حوصلہ مندی، اولوالعزم، قربانی، راہ خدا میں جاں سپاری اور ملت کے اصلاح حال کی فکرمندی اس کی خصوصیات ہیں، مولانا عبدالسبحان رحمانی مدظلہ نے اس حوالہ سے جو گفتگو کی ہے، اس سے تزکیہ وتربیت کے بہت ے دروازے ہم جیسے لوگوں پر کھلتے ہیں، واقعات کے ذکر میں آمد ہی آمد ہے، آورد نہیں ہے، جس کی وجہ سے تکلفات کا شائبہ نہیں ہوتا۔ان تقریروں میں جو چیز قدرِ مشترک ہے وہ کھوئے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جانے کی مربوط اور متواتر کوشش ہے، مولانا کی تقریر کا اپنا انداز ہے اور انداز کو الفاظ میں ذکر نہیں کیا جاسکتا، منظر کشی سے بھی حقیقت تک پہونچنا عموماً ممکن نہیں ہوتا، اس لیے کہ خطیب کے لہجہ کا اتار چڑھاؤ، الفاظ کا زیر وبم آنکھ، ہاتھ پاؤں وغیرہ کی حرکات وسکنات تقریر میں خطیب کے لیے یہ سب بھی زبان ہی کا کام کرتے ہیں اور اشارے بہت کچھ کہہ جاتے ہیں، اس لیے تقریر میں جو اثر ہوتا ہے اور سننے سے جو دل ودماغ کی کیفیت بدلتی ہے وہ ان تقریروں کو لکھ کر پڑھنے سے پیدا نہیں ہوتی، لیکن تحریر کی اپنی چاشنی اور اپنا رنگ وآہنگ ہوتا ہے اور اس میں اثر آفرینی کے دوسرے طریقے ہوتے ہیں، خطبات سبحانی کو جنہوں نے سنا نہیں ہے وہ بھی اس تحریری تقریر سے مستفیض ہوں گے۔اور آپ جانتے ہیں کہ مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں رہتا، مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے لکھا ہے کہ''یہ بڑی اچھی بات ہوتی کہ ان کے لائق تلامذہ نے ان کی تقریروں کو مرتب کردیا اور اس طرح یہ دعوتی اور تذکیری امانت محفوظ ہوگئی اور اب یہ پیغامِ محبت لوگوں تک بھی پہونچے گا جو براہ راست ان خطبات کو نہیں سن پائے تھے۔

اس خطبات کے مرتب مولانا کے شاگرد مولانا نعیم رحمانی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر اور صاحب زادہ فضل رحمان رحمانی ہیں، ایک سو اسی صفحات پر مشتمل یہ کتاب حال میں طبع ہوکر منظر عام پر آئی ہے، ملنے کے پتے کئی ہیں، لیکن سب سے آسان پتہ دار الاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر ہے۔ایک سو اسی صفحات کی قیمت دو سو روپے اردو داں حلقوں کی قوت خرید کے اعتبار سے زائد معلوم ہوتی ہے، کمپوزنگ، سیٹنگ اور کاغذ وغیرہ انتہائی معیاری ہے، کتاب کے پڑھنے میں مضامین کے ساتھ اس کی طباعت وغیرہ کا بھی خاصہ دخل ہوتا ہے، خوبصورت کتاب قاری کے ذوق مطالعہ کو مہمیز کرنے کا بھی کام کرتی ہے اور اس کے پڑھنے کے لیے وقت نکالنا آسان ہوجاتا ہے، اس اعتبار سے بھی یہ کتاب اچھی ہے، اور سبحان اللہ ماشاء اللہ الحمد للہ جیسے جتنے الفاظ آپ کو یاد ہوں، سب پڑھ ڈالیے، کوئی نہیں کہے گا کہ آپ مبالغہ کررہے ہیں، کتاب کے آخر میں خطبات جمعہ اور خطبہ نکاح بھی زبان عربی میں دے دیا گیا ہے تاکہ یاد کرنے والے یاد کرلیں اور بوقت ضرورت کام آئے۔

کتاب کا انتساب والدین، بڑے بھائی محمد ادریس اور حضرت امیر شریعت رابع مولانا منت اللہ رحمانی نور اللہ مرقدہ کے نام ہے، ظاہر ہے شیر خوارگی کے زمانے میں یتیمی کا احساس، پرورش وپرداخت میں بڑے بھائی کی غیر معمولی حصہ داری اور حضرت امیر شریعت رابعؒ کی تربیت اور مولانا کو سجانے، سنوارنے، علمی کاموں سے لگانے، تقریری صلاحیت پیدا کرنے اور تقریر کے مواقع فراہم کرنے کی وجہ سے حق تھا کہ سراپا امتنان تشکر کے جذبہ سے ان حضرات کے نام کتاب کا انتساب کیا جائے، سو مولانا نے اس حق کو ادا کرنے کی تھوڑی سی کوشش کی ہے۔

کتاب کا آغاز ابتدائیہ سے کیا گیا ہے، جس میں مولانا نے اپنی زندگی کے سفر کا تھوڑا ذکر کرکے اپنی تعلیم وتربیت کے احوال سے ہمیں روشناش کرایا ہے، ایک مضمون مولانا کی شخصیت اور فن پر مولانا مفتی عین الحق امینی قاسمی بانی وناظم مدرسہ معہد عائشۃ الصدیقہ خاتوپور بیگوسرائے کا ہے، جو مولانا کے احوال وکوائف شخصیت وخدمات کے حوالہ سے وقیع ہے، اس مضمون میں مولانا مفتی عین الحق صاحب نے مولانا کی خطابت کی خصوصیات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے''آپ کے خطاب میں ذمہ داری احساس، بے چینی کی کیفیات، اپنا پن، نصیحت اور وہ سب کچھ ہوتا ہے جو ایک مبلغ واعظ اور ناصح کی خصوصیات وصفات ہیں۔

اس کتاب پر دعائیہ کلمات امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کے تقریظ، مولانا مفتی ریاض احمد قاسمی اور پیش لفظ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی حفظہ اللہ کا ہے، حضرت امیر شریعت نے لکھا ہے کہ''وہ اچھے مدرس، کامیاب مقرر اور معیاری منتظم ہیں، تقریروں میں ان کا اپنا انداز اور آہنگ ہے، جو سننے والے پر اثر ڈالتا ہے، وہ اپنی تقریروں کو واقعات قصوں، مبشرات اور خوابوں کے تذکرے سے سجاتے ہیں اور سامعین کی عمدہ لفظی ضیافت کرتے ہیں۔''مولانا عبدالسبحان صاحب رحمانی کی پوری تعلیم اور اب تک کی زندگی مہہ وسال کے پورے صرف دو سال چھوڑ کر جامعہ رحمانی کے علمی ماحول اور خانقاہ رحمانی کی بافیض فضا میں گذری ہے، اس کے اثرات ان کی زندگی میں پورے طور پر پائے جاتے ہیں، اور یہ رنگ مولانا پر اس قدر غالب ہے کہ خود انہوں نے اپنی حالت بیان کرنے کے لئے یہ شعر نقل کیا ہے۔

جہاں جاتا ہوں میں تیرا افسانہ چھیڑ دیتا ہوں　　کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل یاد آتا ہے

مولانا نے اپنے ابتدائیہ کا اختتام ذوق کے جس شعر پر کیا ہے، اسی کو نقل کرکے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

غلطی سے مبرا کوئی انسان نہیں ہے　　یہ ذوق کا دیوان ہے، قرآن نہیں ہے

حضرت زینب بنت علی رضی اللہ عنہما

مولانا نورالحق رحمانی،استاد المعهد العالی امارت شرعیه

یہ اللہ کے شیر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ اور جگر گوشۂ رسول حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بڑی صاحبزادی ہیں،جن کی ولادت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہوئی؛ یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بعد جمادی الاولیٰ ۵ ہجری میں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر پانچ اور چھ سال کے درمیان تھی، پھر چھ ماہ کے بعد حضرت فاطمۃ الزہراء نے رحلت فرمائی،اس وقت ان کی عمر چھ سال تھی، بچپنے میں انہیں دو عظیم حادثوں سے گذرنا پڑا؛ لیکن کاملین کی مختصر سی صحبت وتربیت بھی اکسیر کا درجہ رکھتی ہے،ان کی پیدائش کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں موجود نہیں تھے، جب واپسی ہوئی تو آپ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لے گئے اور نواسی کی تحنیک فرمائی اوران کا نام زینب رکھا،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ان کی نشو ونما ہوئی اور حضرات حسنین کی طرح انہیں بھی اپنے عظیم نانا جان کی شفقت ومحبت اوران کے مبارک کندھوں پر سوار ہونے کا شرف حاصل ہوا، حجۃ الوداع کے موقع پر حضرت زینب اپنے نانا جان کے ہمراہ تھیں اور یہ ان کا پہلا سفر تھا، پھر خاتون جنت حضرت فاطمہ کی آغوش تربیت میں نشو ونما پائی، بچپنے کا واقعہ ہے کہ وہ ایک مرتبہ قرآن کریم کی تلاوت کررہی تھیں کہ اتفاقاً دوپٹہ سر سے اتر گیا،حضرت فاطمہ نے دیکھا تو دوپٹہ ان کے سر پر ڈال دیا اور تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بیٹی اللہ کا کلام ننگے سر نہیں پڑھنا چاہیے۔

نانا جان کی رحلت کے معاً بعد ماں کی رحلت سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے تمام بچوں اور بچیوں کو سخت صدمہ پہنچا اور وہ رنج والم کی تصویر بن گئے،لیکن ابا جان نے ان کی ڈھارس بندھائی اور نہایت شفقت ومحبت کے ساتھ ان کی تعلیم وتربیت کا فریضہ انجام دیا،علم وادب،معاملہ فہمی اور فصاحت وبلاغت میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقام بہت بلند تھا،خود لسان نبوت نے انہیں علم کا دروازہ اور سب سے بڑا قاضی فرمایا،خوش قسمتی سے ایسے باپ ان کے مربی ومعلم قرار پائے،جس کے نتیجے میں کچھ ہی دنوں میں وہ سب علم وفضل،فہم وفراست،عبادت وریاضت اور زہد وتقویٰ کے بلند مقام پر فائز ہوگئے اوران کا دل ودماغ علم وحکمت کے خزانوں سے معمور ہوگیا،خصوصاً حضرت زینب کبریٰ رضی اللہ عنہا نے وہ مقام حاصل کرلیا کہ قریش کے خواتین میں کوئی خاتون ان کے ہم پلہ نہیں تھی ۔اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ:۷/۱۳۴ میں ان کا تذکرہ اس طرح آیا ہے:

زينب بنت علی بن أبی طالب واسمه(ای أبی طالب)عبدمناف بن عبدالمطلب بن هاشم القرشية الهاشمية وأمها فاطمة بنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم.أدركت النبی وولدت فی حياته ولم تلد فاطمة بنت رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم بعد وفاته شيئا وكانت زينب امرأة عاقلة لبيبة جزلة زوجها أبوها علی رضی الله عنه من عبداللّٰه من أخيه جعفر فولدت له عليا وعونا الأكبر وعباسا ومحمدا وأم كلثوم وكانت مع أخيها الحسين رضی اللّٰه عنه لما قتل وحملت إلی دمشق وحجرت عند يزيد بن معاوية وكلامها ليزيد حين طلب الشامی أختها فاطمة بنت علی بن يزيد مشهورمذكور فی التواريخ وهو يدل علی عقل وقوة جنان“.

(زینب بنت علی بن ابوطالب،ان کا نام (یعنی ابوطالب کا نام) عبد مناف ہے،بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی ہیں،ان کی ماں فاطمہ بنت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں،انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا،ان کی پیدائش آپ صلی الہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہوئی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت فاطمہ کو کوئی اولاد نہیں ہوئی، حضرت زینب بہت عقل مند، زیرک ودانا اور صاحب الرائے تھیں،ان کے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر سے ان کا نکاح کردیا تھا،جن سے ان کے چار بیٹے علی،عون اکبر،عباس اور محمد اور ایک لڑکی ام کلثوم کل پانچ اولاد ہوئی، وہ معرکۂ کربلا کے موقع پر اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھیں، جب وہ شہید ہوئے اورانہیں یزید بن معاویہ کے پاس دمشق لے جایا گیا، پھر وہ یزید بن معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئیں،اس موقع پر ایک شامی نے جو یزید سے حضرت زینب کی سوتیلی بہن فاطمہ بن علی کو طلب کیا تھا اورانہوں نے یزید کو برجستہ جواب دیا تھا،وہ مشہور ومعروف ہے اور تاریخ کی کتابوں میں مذکور ہے اور وہ ان کی عقل مندی اور قوت قلبی کی دلیل ہے۔)

یزید کے دربار میں جو ایک شامی نے حضرت زینب کی سوتیلی بہن فاطمہ بنت علی کو طلب کیا تھا، یہ واقعہ ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے،اسی طرح ابن کثیر نے بدایہ میں اور طبری نے بھی ذکر کیا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ جب اہل بیت کا یہ قافلہ یزید کے دربار میں حاضر ہوا تو اہل شام میں سے ایک شخص نے کھڑے ہوکر یزید سے کہا کہ یہ لڑکی یعنی فاطمہ بنت علی کو مجھے دے دیجئے، ممکن ہے کہ شامی نے یہ بات بطور مذاق کہی ہو،مطلب یہ تھا کہ جنگوں میں گرفتار ہونے والی عورتیں باندی بنائی جاتی ہیں،اسی طرح یہ سب قیدی بھی غلام وباندی ہیں، لہذا اس لڑکی کو مجھے دے دیجئے، جب بیچاری فاطمہ نے یہ جملہ سنا تو خوف کے مارے اس نے اپنی بڑی بہن زینب کے کپڑے پکڑ لئے،حضرت زینب نے نہایت جرأت ودانشمندی کے ساتھ جواب دیا،اے شامی!تم نے جھوٹ کہا، یہ نہ تجھے دی جائے گی، نہ یزید کو،اس پر یزید نے غصہ ہوکر کہا، زینت تم نے جھوٹ کہا،اللہ کی قسم! یہ میرے لیے ہے،اگر میں ایسا کرنا چاہوں تو کرسکتا ہوں،حضرت زینب نے جواب دیا،اللہ کی قسم!اللہ نے تمہیں اس کا اختیار نہیں دیا ہے،الا یہ کہ تم ہماری ملت سے نکل جاؤ اور دوسرا دین اختیار کرلو۔

اصل مسئلہ یہ ہے کہ جنگ میں اگر غیر مسلم گرفتار ہوں تو انہیں باندی بنایا جاتا ہے؛ لیکن اگر مسلمان کی دو جماعتوں میں لڑائی ہو اور فتح پانے والی جماعت شکست خوردہ جماعت کے افراد کو گرفتار کرلیں تو وہ انہیں غلام باندی نہیں بناسکتے،اس لیے کہ غلامی کفر کا اثر ہے،حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف فوج کشی کی تھی، وہ مارا گیا اوراس کے ماننے والے بہت سے افراد گرفتار ہوئے تو صدیق اکبر نے انہیں مجاہدین کے درمیان تقسیم کردیا اور غلام باندی بنا کر مال غنیمت کے طور پر تقسیم کردیا؛اس لیے کہ مسیلمہ کذاب کو نبی ماننے کی وجہ سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہوگئے،لہذا انہیں غلام بنایا گیا، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوۂ نبوت کفر ہے اوراس جھوٹے نبی پر ایمان لانے والے کافر ہیں؛اس لیے انہیں غلام بنایا گیا،اس کے برخلاف جو جنگیں خود مسلمانوں کی جماعت میں ہوئی جیسے جنگ جمل اور جنگ صفین وغیرہ،اس میں شکست خوردہ لوگوں کو گرفتار کرکے غلام نہیں بنایا گیا؛اس لیے کہ وہ مسلمان تھے،آئندہ بھی کبھی اگر دو مسلم ملکوں یا دو مسلم جماعتوں میں خدانخواستہ جنگ ہو تو شرعاً اس کی گنجائش نہیں ہے،شکست کھانے والوں کو گرفتار کرکے غلام بنایا جائے،حضرت زینب رضی اللہ عنہا چونکہ زیرک ودانا اوراحکام شریعت سے پوری طرح واقف تھیں؛ اس لیے انہوں نے یزید کو جواب دیتے ہوئے کہا کہ تم میری بہن کو دین اسلام ہر قائم رہتے ہوئے باندی نہیں بناسکتے ،الا یہ کہ تم دین وملت سے خارج ہوکر دوسرا دین اختیار کرلو۔

بہرحال چونکہ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ نے خود سے اپنی بیٹی کی تربیت فرمائی تھی،اس لیے ان کی شخصیت میں علم وفہم،فصاحت وبلاغت،شجاعت وبسالت اور دیگر پاکیزہ صفات وکمالات کا رنگ نمایاں تھا۔

جب وہ سن بلوغ کو پہنچیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے نکاح کی فکر ہوئی اورانہوں نے اپنے سگے بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بڑے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے ان کا نکاح کردیا،ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی تھی، پھر وہ حبشہ سے اپنے والدین کے ساتھ مدینہ منورہ منتقل ہوگئے تھے، یہاں انہیں خوش قسمتی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت وتربیت میسر ہوئی، پھر جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ خاص شفقت ومحبت کا برتاؤ کیا اوران کی خصوصی تربیت فرمائی،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد وہ اپنے چچا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سرپرستی ونگرانی میں رہے،ایسے بزرگوں کی تربیت نے انہیں بلند اخلاق کا حامل بنایا،وہ قریش کے نوجوانوں میں امتیازی شان رکھتے تھے،جب ان کی طرف سے حضرت زینب کا پیغام آیا تو حضرت علی نے اسے قبول فرما کر سادگی کے ساتھ حضرت زینب سے ان کی شادی کردی،حضرت عبداللہ بن جعفر خوشحال تاجر تھے،گھر میں مال ودولت کی فراوانی تھی ،گھر میں لونڈی کی شکل میں خدام بھی تھے،لیکن اس کے باوجود حضرت زینب اپنے گھر کا کام خود سے انجام دیتیں،حضرت عبداللہ بڑے سخی اور فیاض تھے،اسی طرح حضرت زینب حضرت فاطمہ کی بیٹی تھیں،اس لیے سخاوت وفیاض انہیں وراثت میں ملی تھی،کوئی نادار وحاجت مند ان کے در سے خالی ہاتھ نہ جاتا،حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ابتدائی دور خلافت میں جب کوفہ منتقل ہوگئے اور کوفہ کو دارالخلافت بنایا تو اپنی بیٹی داماد کو بھی اپنے ہمراہ کوفہ لے گئے،وہاں انہیں مزید اپنے والد بزرگوار سے استفادہ کا موقع ملا،وہاں انہوں نے خواتین کے درمیان درس وتدریس اور وعظ وارشاد کا سلسلہ جاری کیا،کوفہ کی عورتیں بکثرت ان کے پاس آتیں اوران کے درس قرآن اور وعظ ونصیحت سے مستفیض ہوتیں۔

رمضان ۴۰ھ کو ابن ملجم بدبخت کے ہاتھوں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت ہوئی تو کوفہ کے لوگوں نے ان کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی، پھر چھ ماہ کے بعد وہ امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست بردار ہوکر اپنے خاندان کے ساتھ مدینہ منورہ منتقل ہوئے تو حضرت زینب وعبداللہ بن جعفر بھی مدینہ آئے،۵۰ھ میں حضرت امام حسن کی شہادت کا حادثہ پیش آیا تو وہ اس وقت مدینہ منودہ میں اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ قیام پذیر تھیں،دس سال کے بعد ۶۰ھ میں جب حضرت امام حسین کوفہ روانہ ہوئے تو ان کے ہمراہ اہل بیت کے جو لوگ ساتھ تھے،ان میں ان کی بہن حضرت زینب اوران کے دو فرزند حضرت عون اور محمد بن عبداللہ بھی شامل تھے،ان کے ان دونوں صاحبزادوں نے تو اپنے ماموں حضرت امام حسین کے ساتھ جام شہادت نوش کیا،ان کی پوری زندگی حادثات سے پُر اور مصائب وآلام پر صبر واستقامت سے عبارت ہے، بچپنے میں نانا جان کی وفات، پھر چھ ماہ بعد ماں کی رحلت، پھر والد بزرگوار کی شہادت، پھر بڑے بھائی کی شہادت، پھر معرکۂ کربلا میں اپنے بھائی امام حسین اور چار سوتیلے بھائیوں، اپنے دو فرزندوں اوراہل بیت میں سے ۲۳ رشتہ داروں کی شہادت، وہ انہیں کا دل گردہ تھا کہ میدان کربلا کے قیامت خیز،خون چکاں اور ہولناک مناظر کو دیکھنے کے بعد بھی اپنے ہوش وحواس کو قابو میں رکھا اور نہایت ہمت اور صبر وعزیمت کے ساتھ اہل بیت کے لٹے ہوئے قافلہ کو سنبھالا اور آگے کے مرحلوں میں جب ابن زیاد اور یزید کے دربار میں خاندان نبوت کے ساتھ تمسخر واستہزا کیا گیا اور طنز وتعریض کے تیر برسائے گئے تو انہوں نے ہر موقع پر دلیری اور ہوش مندی سے ان کے سوال کا برجستہ جواب دیا،جس کے سامنے کوئی سر نہ اٹھا سکا اور لوگ حیرت زدہ ہوگئے۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عام بول چال بھی فصیح وبلیغ زبان میں ہوتی،تاریخ وسیر کی کتابوں میں ان کی گفتگو اور بیانات کے جو نمونے مذکور ہیں، وہ فصاحت وبلاغت اور عربی زبان وادب کا عمدہ نمونہ ہیں۔

ابن زیاد بدبخت نے تو حضرت امام حسین کے صاحبزادے علی بن حسین امام زین العابدین کو بھی قتل کرنا چاہا،لیکن حضرت زینب نے اسے اس ناپاک ارادے سے باز رکھا۔کربلا کے حادثہ نے انہیں اندر سے پگھلا دیا، پھر وہ زیادہ دنوں زندہ نہیں رہ سکیں اور سال بھر کے بعد ۶۲ھ میں اپنے رب سے جاملیں۔ان کی وفات کے سلسلہ میں دو روایتیں ہیں، ایک یہ کہ مصر میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں مدفون ہوئیں، دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر کی کچھ زمین دمشق کے قریب تھی، وہ اپنے شوہر عبداللہ کے ساتھ وہاں گئیں، مختصر علالت کے بعد وہیں وفات ہوئی۔

میراث کی تقسیم اور ہماری کوتاہیاں

مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو شریعتِ مطہرہ کا حکم یہ ہے کہ انتقال کے فوراً بعد اس کے مال میں سے چار حقوق ادا کیے جائیں۔

(۱) مرحوم کے کفن و دفن کے متوسط اخراجات نکالے جائیں، اگر کوئی دوسرا شخص اپنی طرف سے کفن و دفن کا انتظام کر دے تو ترکہ سے یہ رقم نہیں لی جائے گی۔

(۲) مرحوم کے ذمہ کسی کا کوئی قرض واجب الادا ہو تو اس کو ادا کیا جائے، اسی طرح اگر مرحوم نے اپنی بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو اور بیوی نے خوش دلی سے معاف بھی نہ کیا ہو تو یہ بھی قرضہ ہے، اسے ادا کرنا ضروری ہے اور بیوی کو یہ مہر میراث کے علاوہ ملے گا، مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، مہر الگ دیا جائے گا اور میراث کا حصہ الگ دیا جائے گا۔

(۳) تیسرا حق ''وصیت'' ہے، یعنی قرضوں کی ادائیگی کے بعد دیکھا جائے گا کہ مرحوم نے کوئی جائز وصیت کی ہے یا نہیں؟ اگر کوئی جائز وصیت کی ہو تو باقی مال و جائیداد کے ایک تہائی (۱/۳) حصے کی حد تک ان وصیتوں کو پورا کیا جائے گا اور اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کی ہو تو ایک تہائی کی حد تک وصیت پورا کرنا ورثاء پر ضروری ہے، اس سے زیادہ وارثوں کے اختیار میں ہے، چاہے پورا کریں یا نہ کریں۔ البتہ مرحوم کی ناجائز وصیتوں کو پورا کرنا جائز نہیں۔

(۴) وصیت پوری کرنے کے بعد جو کچھ مال باقی بچے اس کو شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق تمام ورثاء میں تقسیم کر دیا جائے۔

اس چوتھے حق کے بارے میں آج کل ہمارے معاشرے میں بڑی غفلت پائی جاتی ہے، بہت سے لوگ تو جانتے ہی نہیں کہ مرنے والے کے مال کو ورثاء میں تقسیم کرنا چاہیے اور جو لوگ جانتے ہیں کہ یہ ایک اہم فریضہ ہے اُن میں بھی بہت سے لوگ اس پر عمل نہیں کرتے۔ حالانکہ شریعتِ مطہرہ کے احکام میں سے وراثت تقسیم کرنے کا حکم ایک خاص اہمیت کا حامل ہے اور وراثت تقسیم نہ کرنا اور دوسروں کا حصہ اپنے قبضہ میں رکھ کر استعمال کرنا نہایت سنگین گناہ ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ یوں کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم نے اپنے اکثر احکام شرعیہ کے صرف اصول بیان کیے ہیں اور تفصیلات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول و فعل سے مسلمانوں کو سمجھائی ہیں، لیکن بعض احکام کی اہمیت کے پیشِ نظر ان کی تمام تفصیلات کو بھی قرآن کریم نے خود پوری تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ وراثت کی تقسیم کا حکم بھی اُنہی احکام میں سے ہے کہ قرآنِ کریم نے اس کا پورا قانون تفصیل کے ساتھ وضاحت سے بیان کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تعلیمات میں یوں تو حقوق العباد کی پوری ادائیگی پر زور دیا گیا ہے لیکن وارثوں کے حقوق ادا کرنے کی خصوصیت کے ساتھ تاکید آئی ہے۔ اسی لیے میراث کو شریعت کے مطابق انصاف سے تقسیم کرنا جنت کے اعمال میں سے ہے اور ایک حدیث شریف میں وراثت کی تقسیم میں ظلم اور ناانصافی سے بچنے پر جنت کی ضمانت دی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم چھ چیزوں کی ضمانت لے لو، میں تمہارے لیے جنت کا ضامن ہو جاؤں گا، ان چھ چیزوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی بیان فرمایا: وراثت کی تقسیم میں ناانصافی مت کرو، اپنی طرف سے انصاف کرو''۔ (مجمع الزوائد)

اس کے برخلاف کسی وارث کا پورے ترکہ پر قبضہ جمائے رکھنا اور میراث کو تقسیم نہ کرنا یا تقسیم کے وقت بعض ورثاء کو محروم کرنا یا ان کو کم حصہ دینا ہرگز جائز نہیں، بلکہ سخت گناہ، غصب اور ظلم ہے جو حرام ہے۔

میراث تقسیم نہ کرنے اور دوسروں کا حق کھانے پر وعید: چنانچہ قرآن کریم میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ورثاء کے حصوں کو بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ. (النساء:۱۴) (اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدود سے تجاوز کرے گا اُسے اللہ تعالیٰ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کو ایسا عذاب ہوگا جو ذلیل کر کے رکھ دے گا۔ (آسان ترجمہ قرآن)

نیز احادیث طیبہ میں بھی دوسرے کا مال ناحق استعمال کرنے پر سخت وعیدیں آئی ہیں، ذیل میں چند احادیث طیبہ ملاحظہ ہوں: عن سعید بن زید قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین. (مشکوٰۃ المصابیح:۲/۱۶۳) (حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے ظلماً کسی کی زمین ایک بالشت بھی لی تو یہ زمین قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کی گردن میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی۔) عن انس قال قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه علیه وسلّم: من قطع میراث وارثه قطع اللّٰه میراثه من الجنة یوم القیامة. (مشکوٰۃ المصابیح:۲/۱۹۷) (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی وارث کو میراث سے محروم کر دیا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت میں اس کے حصے سے محروم فرمائیں گے۔) عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلّی اللّٰه وسلّم: من کانت له مظلمة لاخیه من عرضه أو شئی فلیتحلله منه الیوم قبل ان لا یکون دینار و لا درهم ان کان له عمل صالح أخذ منه بقدر مظلمته و ان لم تکن له حسنات اخذ من سیئات صاحبه فحمل علیه. (صحیح البخاری:۱/۲۸۹) (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہے تو آج ہی اس کو معاف کرا لے، اس دن کے آنے سے پہلے پہلے جس دن نہ درہم ہوں گے، نہ دینار، (بلکہ اس دن یہ ہوگا کہ) اگر ظالم کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو اس نے اپنے بھائی پر جتنا ظلم کیا ہوگا اس کے بقدر نیکیاں مظلوم بھائی کو دے دی جائیں گی اور اگر ظالم کے پاس نیکیاں نہیں ہوں گی تو پھر مظلوم کے گناہ اس ظلم کے برابر ظالم کے اوپر ڈال دیے جائیں گے۔)

لہٰذا کسی شخص کے انتقال کے بعد اوپر ذکر کیے گئے چار حقوق میں سے تین حقوق ادا کرنے کے بعد سب سے اہم ترین فرض یہ ہے کہ جلد از جلد اس کی میراث تقسیم کی جائے، اسی میں عافیت اور راحت ہے، کیونکہ اس وقت مرنے والے کا صدمہ دل میں ہوتا ہے اور دل نرم ہوتا ہے تو تقسیم کا معاملہ بھی آسان ہوتا ہے، لیکن اگر اس وقت میراث تقسیم نہ کی جائے تو جتنی دیر ہوتی رہے گی اُتنی ہی اس میں اُلجھنیں اور دشواریاں پیدا ہوتی چلی جائیں گی۔ یہاں تک کہ لڑائی جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کیونکہ جوں جوں مرنے والے کا صدمہ کم ہوتا چلا جاتا ہے دنیا کی محبت دل میں بڑھتی چلی جاتی ہے اور باہمی اختلاف ہوتا ہے، اس لیے جتنا جلدی ہو سکے میراث تقسیم کر لینی چاہیے، کیونکہ مرنے کے بعد ایک سوئی کے برابر مال میں بھی تمام ورثاء حصہ دار اور شریک ہو جاتے ہیں۔ ان سب کی رضامندی کے بغیر مالِ میراث کا استعمال کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بالخصوص اگر ورثاء میں نابالغ بھی ہو تو پھر معاملہ اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے کیونکہ نابالغ کی اجازت بھی شرعاً معتبر نہیں اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یتیموں کا مال کھانے کو ''پیٹ میں آگ بھرنے'' سے تعبیر فرمایا ہے۔

تقسیمِ میراث میں ہونے والی کوتاہیاں: ہمارے معاشرے میں میراث تقسیم کرنے کے حوالے سے جو کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اُن میں سے چند مشہور صورتیں ذیل میں لکھی جاتی ہیں تاکہ اُنھیں پڑھ کر اپنی غلطی کا احساس ہو اور گناہ سے بچنے کی فکر پیدا ہو۔

والد کے ساتھ تعاون کرنے والے بیٹوں کا کاروبار پر قبضہ جمائے رکھنا: جو بیٹے والد مرحوم کے ساتھ اُن کی زندگی میں کاروبار میں معاونت کرتے ہیں اور کاروبار سنبھالتے ہیں وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد اس کاروبار کے مالک بن کر بیٹھ جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ شروع سے ہم نے کاروبار سنبھالا ہے، لہٰذا یہ ہماری محنت ہے، یہ میراث میں شامل نہیں ہوگا، حالانکہ عموماً اس کاروبار میں بیٹوں کا اپنا ذاتی کوئی حصہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ اپنی محنت کا کچھ عوض لے کر کام کرتے ہیں، ایسی صورت میں شرعی لحاظ سے کاروبار والد ہی کا ہوتا ہے اس لیے دیگر مال و جائیداد کی طرح یہ بھی ترکہ میں شامل ہوگا۔ ہاں مرحوم کی میراث تقسیم کرتے وقت اگر کاروبار سنبھالنے والے بیٹوں کا حصہ اتنا بنے جتنی مالیت کا کاروبار ہے تو وہ اپنے حصہ میں کاروبار لے سکتے ہیں۔

گھر کے ساز و سامان پر بیوہ کا قبضہ کرنا: بعض جگہ یہ ہوتا ہے کہ مرحوم کے کاروبار، کارخانے اور دکان وغیرہ پر تو لڑکے قبضہ کر لیتے ہیں اور گھر کا جتنا سامان ہوتا ہے وہ سب بیوہ کے قبضے میں آ جاتا ہے اور بیوہ اس کی مالک بن کر بیٹھ جاتی ہے اور جس طرح چاہتی ہے اس میں تصرف کرتی ہے۔ جب تک بیوہ زندہ ہوتی ہے وہ میراث تقسیم نہیں کرتی بلکہ اس کو ماں کی نافرمانی میں شمار کیا جاتا ہے، حالانکہ جس طرح لڑکوں کا جائیداد پر قبضہ کرنا ناجائز ہے اسی طرح بیوہ کا گھر کے سامان پر قبضہ کرنا اور تقسیم نہ کرنا بھی ناجائز ہے، بلکہ یہ تمام مال و جائیداد اور ساز و سامان ورثاء کا حق ہے اور باپ کے انتقال کے بعد ماں کی زندگی میں میراث تقسیم کرنے میں ماں کی نافرمانی ہرگز نہیں ہے، کیونکہ میراث کی تقسیم شریعت کا حکم ہے۔

بیوہ سے مہر معاف کرانا یا اس کو مہر دے کر میراث کا حصہ نہ دینا: بعض جگہوں پر یہ رواج ہے کہ شوہر کے انتقال کے بعد بیوہ سے زبردستی مہر معاف کروایا جاتا ہے اور وہ بیوہ بے چاری مجبور ہو کر بادلِ ناخواستہ مہر معاف کر دیتی ہے۔ یہ طریقہ شرعاً جائز نہیں بلکہ اگر اس طرح بیوہ اپنا مہر معاف کر دے تب بھی معاف نہیں ہوگا اور بیوہ کو مہر دینا ضروری ہوگا۔ بعض لوگ مہر تو معاف نہیں کرواتے؛ لیکن شوہر کے انتقال کے بعد اس کو میراث میں سے حصہ نہیں دیتے بلکہ مہر دے کر جان چھڑا لیتے ہیں، یہ طریقہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ شرعی لحاظ سے مہر کا بیوی کے میراث کے حصہ سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا مہر الگ ادا کیا جائے گا اور میراث کا حصہ الگ دینا ضروری ہے۔

دوسری شادی کرنے کی صورت میں بیوہ کو میراث کا حصہ نہ دینا: بعض جگہوں میں یہ دستور ہے کہ بیوہ اگر دوسرا نکاح کر لے تو اسے شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوہ یا تو تنہائی کی زندگی سے بچنے کے لیے دوسرا نکاح کر کے مال سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہے، یا اپنے حصہ میراث کو محفوظ رکھنے کی خاطر دوسرا نکاح نہیں کرتی، عمر بھر بیوہ رہتی ہے اور طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتی ہے۔ یاد رکھیں کہ دوسرا نکاح کرنے سے بیوہ کا حقِ میراث ہرگز ختم نہیں ہوتا؛ بلکہ دوسرے ورثاء کی طرح وہ بھی اپنے مقررہ حصے کی پوری پوری حق دار ہوتی ہے۔

دوسرے قبیلہ کی بیوہ کو میراث سے محروم کرنا: بعض خاندانوں میں یہ رواج بھی ہے کہ جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو اُسے میراث کا حصہ نہیں دیتے، یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔ بیوہ ہر حال میں اپنے شوہر کی میراث میں حصہ دار ہے خواہ وہ شوہر کے خاندان سے ہو یا کسی دوسرے خاندان سے۔

بہنوں کو میراث سے محروم کرنا: یہ بدترین رسم تو اکثر دین دار گھرانوں میں بھی پائی جاتی ہے کہ میراث میں بہنوں کو حصہ دار نہیں سمجھا جاتا اور یہ سمجھتے ہیں کہ باپ کی میراث میں صرف بیٹے حق دار ہیں، بیٹیوں کا کوئی حق نہیں۔ بعض لوگ جو بہنوں کو حصہ دار سمجھتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی طرح بہنوں سے ان کا حصہ معاف کروا لیتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم اپنے حصہ میراث سے ہمارے حق میں دستبردار ہو جاؤ، چنانچہ بہنیں مجبور ہو کر زبانی طور پر یہ کہہ دیتی ہیں کہ ہم اپنا حصہ چھوڑتی ہیں، اس کے بعد بھائی یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہم اکیلے اس میراث کے حق دار ہیں۔ یاد رکھئے! یہ سراسر ظلم ہے، زمانہ جاہلیت کی رسمِ بد ہے اور اس میں خلافِ شرع ہندوؤں کی ظالمانہ رسم کی تائید و ترویج ہے۔ اس طرح زبانی دستبرداری اور شرما شرمی میں معاف کرنے کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور اس طرح معاف کرنے سے بہنوں کا حق ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی بھائیوں کے لیے بہنوں کا حصہ اپنے استعمال میں لانا حلال ہوتا ہے۔ لہٰذا بھائیوں پر لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف کھائیں، اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی سے ڈریں اور آخرت کی پکڑ سے بچتے ہوئے بہنوں اور دیگر تمام ورثاء کو ان کا پورا پورا حصہ علیحدہ علیحدہ کر کے عملاً اُن کے قبضہ میں دیں، اس کے بعد اُنھیں اختیار ہوگا کہ جہاں چاہیں خرچ کریں۔

شادی شدہ بہنوں کو میراث کا حصہ نہ دینا: ایک بری رسم یہ بھی ہے کہ غیر شادی شدہ بہنوں کو تو میراث میں حصہ دے دیتے ہیں، لیکن شادی شدہ بہنوں کو میراث میں حصہ نہیں دیا جاتا اور اگر وہ مطالبہ کریں تو یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ والد صاحب نے تمھاری شادی کے موقع پر تمھارا جو جہیز تیار کر کے دیا تھا اس سے تمھارا حق ادا ہو گیا۔ خوب سمجھ لیجئے! یہ سوچ بھی بالکل غلط ہے۔ اوّل تو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں لڑکیوں کا حصہ مقرر فرمایا ہے، اس میں غیر شادی شدہ ہونے کی کوئی قید نہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ زندگی میں باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دیتا ہے وہ ہدیہ اور تحفہ ہے، اس کا میراث سے کوئی تعلق نہیں۔ میراث تو وہ مال ہے جو انسان مرتے وقت چھوڑ کر جاتا ہے اور اس میں سارے ورثاء اپنے اپنے حصوں کے مطابق حق دار ہوتے ہیں، اس لیے زندگی میں کسی وارث کو کچھ مال دینے سے میراث میں اس کا حصہ ختم نہیں ہوتا۔ لہٰذا شادی شدہ بہنیں بھی اپنے حصہ کی حق دار ہیں۔ (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

دارالقضاء اور عدالتی نظام

پروفیسر فیضان مصطفیٰ و مھیندر شکلا (انگریزی روزنامہ انڈین ایکسپریس ۱۶/ ۷/ ۲۰۱۸ء)

مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذریعہ ملک کے طول وعرض میں شرعی عدالتوں کے قیام کی تجویز سے ممکن ہے کہ ہندو دائیں بازو کوشہ ملے، مگر ہمارا سوال یہ ہے کہ کیا یہ حقیقت میں متوازی عدالتیں ہیں؟ ان عدالتوں سے کون اور کیوں رجوع کرتا ہے؟ کیا اس کا مطلب عدالتی نظام کی نجکاری ہے؟ کیا سول عدالتوں کی ناکامی ایک عالمی منظر نامہ ہے؟

دارالقضاء (شرعی عدالتیں) اپنے سخت ترین معنوں میں بھی عدالت نہیں ہیں، بلکہ یہ محض کاؤنسلنگ اور ثالثی کے مراکز ہیں، یہ قابل رسائی، مفید، غیر رسمی اور رضا کارادارے ہیں، جو غریبوں کو تیز رفتاری کے ساتھ کم خرچ میں انصاف مہیا کرتے ہیں، عدالت عظمیٰ نے وشنولوچن مدن مقدمے (۲۰۱۴ء) میں اپنا تاریخی فیصلہ سناتے ہوئے کہا تھا کہ شرعی عدالتیں درحقیقت عدالت نہیں ہیں، اس لیے کہ ہندوستان کا قانونی نظام کسی متوازی عدالتی نظام کی توثیق نہیں کرتا ہے، تاہم عدالت عظمیٰ نے ان شرعی عدالتوں کو غیر قانونی ماننے سے بھی انکار کردیا تھا۔

سول عدالتی نظام کا زوال ہمارے وقت کا ایک عام مظہر ہے، حقیقت یہ ہے کہ تنازعات کے حل کی متبادل مشینری (ADR) آج کے زمانے میں ایک عام سی چیز ہوگئی ہے، امریکہ کے بہت سے کارپوریٹ گھرانے حکومت کے ذریعہ متعین کردہ ججوں کے مقابلے نجی ثالث کی طرف زیادہ مائل نظر آتے ہیں۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی سے تنازعات کے حل کے سلسلہ میں امریکہ میں ایک ''خاموش انقلاب'' آیا ہے، امریکہ کی ریاستی اور فیڈرل عدالتوں میں چلنے والے مقدمات کی تعداد میں زبردست کمی واقع ہوئی ہے، برطانیہ میں بھی تمام عائلی تنازعات کو لازمی طور پر ثالثی مراکز کے حوالے کیا جاتا ہے، اس رجحان کو بجا طور پر ''سول عدالتوں کا اقتصادی تزکیہ'' کا نام دیا گیا ہے، ''تنازعات کے حل کی متبادل مشینری'' کو حکومتیں بھی حمایت پیش کرتی ہیں، کیوں کہ ان کے ذریعہ سے عوام کے پیسے کی بچت ہوتی ہے، چنانچہ ۲۰۰۸ء میں برطانیہ نے پانچ شرعی عدالتیں قائم کیں، جن کے فیصلے انگریزی عدالتی نظام کی پوری قوت کے ساتھ نافذ ہوتے ہیں، اسرائیل بھی شرعی عدالتوں کے فیصلوں کو ریاست کی سول عدالتوں کے فیصلے کے طور پر نافذ کرتا ہے۔ ''تنازعات کے حل کی متبادل مشینری'' ایک طرح سے نظام انصاف کی نجکاری ہے۔ اس لیے کہ فریقین اس میں نہ صرف یہ کہ اپنے جج خود نامزد کرتے ہیں، بلکہ اپنے ذاتی قوانین بھی بنالیتے ہیں، یا دیگر ملکوں کے قوانین اپناتے ہیں۔ آج ہندوستان میں بھی بہت سارے کارپوریٹ کے تنازعات ثالث کے ذریعہ حل ہوتے ہیں، سول پروسیجر کوڈ کی دفعہ ۸۹؍ میں آربٹریشن، میڈیئشن اور کونسی لیشن کی بات کی گئی ہے، کمرشیل کورٹ آرڈیننس ۲۰۱۸ء جس کے ذریعہ کمرشیل کورٹ ایکٹ ۲۰۱۵ء میں ترمیم ہوئی جس میں کمرشیل تنازعات کے لیے میڈیئشن کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔ میڈیئشن کے ذریعہ تنازعات کے حل کا وہی اثر ہوگا جو آربٹریشن اینڈ کونسی لیشن ایکٹ ۱۹۹۶ء کے تحت ثالث کے فیصلے کا ہوتا ہے۔ اسی طرح کنزیومر پروٹیکشن (تحفظ صارفین) بل ۲۰۱۸ء میں بھی میڈیئشن کی بات کی گئی ہے۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے زیادہ تر ججز سبکدوشی کے بعد ثالثی کا کام کرتے ہیں، تاہم بدقسمتی سے ان کی ثالثی بہت قیمتی (مہنگی) ہوتی ہے، جس کی سماعتیں عام طور پر پانچ ستارہ ہوٹلوں میں ہوتی ہیں اور بسا اوقات بیرون ہند بھی۔

نوآبادیاتی دور میں تقریبا ایک صدی تک قاضی حضرات عدالتی کاموں کی تکمیل میں ججوں کو اپنا تعاون پیش کرتے تھے، جب قاضی ایکٹ ۱۸۸۰ء نے قاضیوں کو ان کے عدالتی اختیارات سے محروم کردیا، تو شرعی عدالتوں کے قیام کا مطالبہ سامنے آیا، مگر اس مطالبے کی تکمیل نہ ہوسکی، اس کی وجہ سے بیسویں صدی کی دوسری دہائی میں صوبہ بہار میں اس طرح کی عدالتوں کے قیام کے لیے نجی اقدامات کیے گئے۔ بہار کی ان شرعی عدالتوں کو معاملات کے حل کے لیے واضح کارروائی اور منظم طریقے سے شہادتوں کو رکارڈ کر کے فیصلے صادر کرنے کے حوالے سے بڑے پیمانے پر احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ان میں سے کچھ فیصلوں کے اقتباسات رسمی عدالتوں میں بھی پیش کیے گئے ہیں۔ صوبہ بہار میں ۶۰۰۰۰ (ساٹھ ہزار) سے زائد مقدمات کو ان عدالتوں نے دوستانہ انداز میں حل کیا ہے۔ یہ مقدمات ایک سال سے بھی کم مدت میں خارج (فیصل) کردیے گئے، پچھلی دہائیوں میں ان عدالتوں میں پیش کیے جانے والے مقدمات کی تعداد میں زبردست اضافہ ہوا ہے، ان شرعی عدالتوں کے فیصلوں کو نہ کے برابر ہی سول عدالتوں میں چیلنج کیا جاتا ہے۔ بعد میں جاکر اس طرح کی عدالتیں بنگال اور اڈیشہ میں بھی قائم ہوئیں۔

ماہر سماجیات اندیتا چکرورتی نے لکھنو اور کانپور کے دارالقضاء (شرعی عدالتوں) کا مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہونچیں کہ ۹۵؍ فیصد مسلم عورتوں نے اپنی رضامندی سے ان عدالتوں کا رخ کیا۔ یہ عورتیں سول اور کرمنل عدالتوں کا استعمال بھی کرتی ہیں، چکرورتی اس نتیجے پر بھی پہونچیں کہ زیادہ تر عورتیں اپنے شوہروں سے طلاق لینے کے لیے ان عدالتوں کا رخ کرتی ہیں۔ الینوس یونیورسٹی کی اسکالر واتوک نے چنئی اور حیدرآباد کی رسمی عدالتوں کا مطالعہ کیا اور ساتھ ہی ان دونوں شہروں کے قاضیوں کے پاس آنے والے مقدمات پر بھی غور کیا، اپنی کتاب میرج اینڈ اٹس ڈسکونٹینٹس (Marriage and Its Discontents) میں واتوک کہتی ہیں کہ بیشتر مسلم عورتیں رسمی عائلی عدالتوں کے بجائے قاضیوں کی ثالثی اختیار کرنے کو ترجیح دیتی ہیں۔ ایسی عورتیں زیادہ تر وہ ہیں جو اپنے شوہروں سے طلاق لینا چاہتی ہیں۔ واتوک اس نتیجے پر پہونچیں کہ ریاست کی عائلی عدالتیں ناقص سہولیات رکھتی ہیں، ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگرچہ ۱۹۹۱ء میں مسلم چنئی کی کل آبادی کا صرف ۷ء۸ فیصد تھے، تاہم ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۷ء کے درمیان کسی بھی سال عائلی عدالتوں میں پیش آنے والے مقدمات میں سے ۴؍ فیصد سے زیادہ مسلمانوں سے متعلق نہیں تھے۔ واتوک یہ بھی کہتی ہیں کہ چنئی کے تقریباً تمام مسلمان مردوں نے ازدواجی حقوق کی بحالی کے لیے عائلی عدالتوں کی ثالثی اختیار کی۔ واتوک نے حیدرآباد میں دو قاضیوں کے ۱۹۹۳ء کے رجسٹروں کا مطالعہ کیا اور اس نتیجہ پر پہونچیں کہ زیادہ تر مقدمات ان عورتوں کے ذریعہ کیے گئے تھے جو اپنے شوہروں سے طلاق چاہتی تھیں۔ ہندوستان کے کچھ حصوں میں عورتوں کے ذریعہ بھی شرعی عدالتیں چل رہی ہیں، یہاں تک کے بی ایم ایم اے (بھارتیہ مسلم مہیلا آندولن) بھی شرعی عدالتیں چلاتا ہے۔

۲۰۱۷ء میں ہم نے مسلم پرسنل لا بورڈ کے ذریعہ ۱۵؍ ریاستوں میں چلائی جانے والی ۷۴؍ شرعی عدالتوں کا مطالعہ کیا، صوبہ مہاراشٹر میں جہاں ۲۳؍ شرعی عدالتیں قائم ہیں، سب سے زیادہ ایسی عدالتیں ہیں، اس کے بعد یوپی کا نمبر آتا ہے، جہاں ۲۲؍ شرعی عدالتیں ہیں، ہم نے یہ بھی پایا کہ مردوں کے مقابلہ میں زیادہ تر عورتیں ان عدالتوں سے رجوع کرتی ہیں۔ زیادہ تر مرد (۴۹؍ فیصد) اپنے ازدواجی حقوق کی بحالی کے لیے ان عدالتوں کی ثالثی اختیار کرتے ہیں، جب کہ عورتوں کی اکثریت طلاق (۳۱ء۹؍ فیصد) یا خلع (۲۳ء۷؍ فیصد) لینے کے لیے ان عدالتوں سے رجوع کرتی ہیں۔ ہم نے یہ بھی پایا کہ یہ عدالتیں کبھی بھی تین طلاق نہیں دلواتیں، وہ ہمیشہ طلاق کے قرآنی طریقہ کو اپناتی ہیں، ہم نے یہ بھی پایا کہ زیادہ تر مقدمات میں قاضیوں نے زرکفالت کی ادائیگی کو یقینی بنایا ہے۔ ۸۹؍ فیصد مقدمات میں ہم نے پایا کہ شرعی عدالتوں کے استعمال کی فیس ۱۰۰۰ (ایک ہزار) روپئے سے کم تھی۔

چنانچہ شرعی عدالتوں کے قیام کے سلسلہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تجویز میں کچھ بھی نئی بات نہیں ہے، بورڈ کی تجویز پر مباحثے کو پولرائزیشن کے لیے ایک چال کے طور پر استعمال نہیں کیا جانا چاہئے۔ تقریبا ایک سو ایسی عدالتیں کئی دہائیوں سے کام کررہی ہیں، یہ عدالتیں غریب عورتوں کو تیز رفتار اور ارزاں انصاف مہیا کرتی ہیں، کسی کو بھی ان عدالتوں سے رجوع کرنے کے لیے مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے فیصلے اجباری نہیں ہیں اور ان کو قانونی تقدس حاصل نہیں ہے۔ تاہم اگر تمام متعلقہ فریق ان کے فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہیں تو یہ مکمل طور پر قانونی عمل ہے۔ کھاپ پنچایت کے برخلاف یہ عدالتیں کرمنل مقدمات کا تصفیہ نہیں کرتیں اور اپنے فیصلے زبردستی نافذ نہیں کرتیں۔

آئینی اداروں میں شفافیت کی کمی

قانون ساز اداروں کو سامنے آنے اور غلط کو غلط کہنے کی ہمت کرنی چاهئے : حامد انصاری

اپنی کتاب ''ڈیرآئی کوشچن'' (Dare I Question) کی رسم اجراء کے پہلے ایک انٹرویو کے دوران سابق نائب صدر جمہوریہ حامد انصاری نے کہا کہ ملک کے آئین کو لے کر وہ بہت فکر مند ہیں، ان کا ماننا ہے کہ گذشتہ برسوں میں ملک میں جارحیت پسندی میں اضافہ ہوا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں حامد انصاری نے کہا کہ ہمارے آئینی اداروں میں شفافیت کی کمی ہے اور وہ امید کے مطابق کام نہیں کررہے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر جمہوریت کے تینوں ادارے؛ مقنّنہ، عدلیہ اور عاملہ صحیح طریقہ سے کام کریں تو لوگوں کا آئین پر سے ختم ہوا اعتماد پھر سے بحال ہوجائے گا۔ لیکن ملک میں ایسا ہو نہیں رہا ہے، انصاف میں تاخیر ہونے سے انصاف کا گلا گھٹ رہا ہے، اور اس طرح کا ایک رجحان بن گیا ہے، انہوں نے کہا کہ ملک کی عدالتوں میں زیرالتوا مقدمات اس بات کا گواہ ہیں، حامد انصاری کا ماننا ہے کہ ایسے سرکاری عہدے داران جنہوں نے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ قانون ساز اداروں میں گذارا ہے، انہیں اب سامنے آنا چاہئے اور غلط کو غلط کہنے کی ہمت کرنی چاہئے۔ ایک سوال کے جواب میں حامد انصاری نے کہا کہ ملک میں ایک نیا نظریہ پروان چڑھ رہا ہے، جب کہ ہونا یہ چاہئے تھا کہ آئین کے مطابق ہمارا نظریہ پروان چڑھتا، آئین کے مطابق مختلف ثقافت اور سائنسی نظریات کو پروان چڑھانا ہے اور جارحیت پسندی کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔ پچھلے ستر سالوں میں ہر سیاسی رہنما نے یہی بات کہی ہے، لیکن حالیہ دنوں میں اب اس نظریے کو للکارا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ سابق وزیر اعظم اٹل بہاری واجپئی انڈیا کو بہت اچھی طرح جانتے تھے، اس لیے ان کے کاموں کی تعریف ہونی چاہئے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ واجپئی حکومت اور موجودہ حکومت کو کس طرح دیکھتے ہیں، تو انصاری نے کہا کہ دونوں حکومت کے اپنے اپنے نظریات ہیں، کچھ ایسے واقعات اس وقت بھی ہوئے جنہیں ملک کے حق میں بہتر نہیں کہا جاسکتا ہے، لیکن حالیہ دنوں میں اب کھلے عام اور جان بوجھ ایک الگ ماحول پیدا کیا جارہا ہے، قوم پرستی اور کانگریس پر پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ قوم پرستی کانگریس کا نظریہ نہیں تھا، یہ تحریک آزادی کا نظریہ تھا، ہم جس سماج میں رہتے ہیں، وہاں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ رہتے ہیں، آپ کسی ایک مذہب کے پیروکار کو اس مذہب پر عمل کرنے سے منع نہیں کرسکتے، اور نہ ہی اس کے مذہب کی توہین کرسکتے ہیں، سماج میں عدم برداشت بڑھ رہا ہے، اور یہ بہت پہلے سے ہورہا ہے، لیکن اب جبکہ یہ بہت زیادہ بڑھ گیا ہے تو لوگوں کو نظر آنے لگا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں بے پروائی عروج پر ہے، اور اگر گئو رکشک وزیر اعظم نریندر مودی کی بات بھی نہیں سنتے ہیں تو یہ باعث فکر ہے۔ حامد انصاری نے اپنی کتاب ''ڈیرآئی کوشچن'' کی رسم اجرا سے پہلے ان خیالات کا اظہار کیا۔ انہوں نے مزید کہا کہ مودی ایک مضبوط لیڈر ہیں، وہ اپنی پارٹی کے غیر متنازع لیڈر ہیں، اگر ان کی بات نہیں سنی جارہی ہے تو یہ سنگین امر ہے، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی پارٹی کے ہی لوگ ان کی بات نہیں مان رہے ہیں۔ حامد انصاری کی کتاب ''ڈیرآئی کوشچن'' مختلف مواقع پر الگ الگ موضوعات پر کی گئی تقاریر کا مجموعہ ہے، اس کتاب سے متعلق انہوں نے کہا کہ میں نے کتاب میں مختلف ایشوز پر روشنی ڈالی ہے، مثلاً ہندوستانی ہونا کیا ہے، ہندوستانی وطن پرستی کیا ہے، یا ہم خود کو اکثریتی، سیکولر، جمہوری کیوں کہتے ہیں، سماج میں بڑھتے ہوئے عدم برداشت سے متعلق سابق نائب صدر نے کہا کہ مجھے لگتا ہے کہ جب پانی کی سطح بڑھتی ہے تو آپ شروع میں اس پر غور نہیں کرتے اور یہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے،، سطح بہت بڑھنے کے بعد آپ کی نظر اس پر پڑتی ہے، اور آج یہی ہورہا ہے۔ رسم اجرا تقریب سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے وجیلینزم (نگرانی) کے عروج پر بھی اپنی رائے ظاہر کی۔ انہوں نے کہا کہ ہاں وجیلینزم عروج پر ہے، اس بارے میں قومی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر بھی لکھا گیا ہے، بین الاقوامی اخبارات نے کہا ہے کہ اس میں اضافہ ہوا ہے، میں کوئی ٹھیک تاریخ یا موقع یا جگہ نہیں بتاسکتا کہ پہلی مرتبہ اس پر کب غور کیا گیا تھا۔ (بقیہ صفحہ ۸؍ پر)

سید محمد عادل فریدی

تھائی لینڈ میں غار کے اندر سے بچائے گئے سبھی بچے سلامت

تھائی لینڈ کے غار سے بچائے گئے تمام بچوں کو بدھ کو اسپتال سے چھٹی دے دی گئی اور وہ جمعرات کی صبح ہفتوں بعد اپنے گھروں میں پہلی بار نیند سے جاگے۔ان میں سے کئی بچوں نے علی الصباح مذہبی رسومات میں حصہ لیا ہے۔سرکاری ذرائع نے بتایا کہ گیارہ سے سولہ سال کی عمر کے ان ۱۲/ بچوں اور پچیس سالہ ان کے کوچ کو بدھ کو شمالی چھیانگ رائی صوبے کے ایک اسپتال سے چھٹی دے دی گئی اور اس کے بعد یہ سبھی گھر جا کر سکون کی نیند سوئے۔ان بچوں کو قومی ٹیلی ویژن کے ایک پروگرام میں بھی دکھایا گیا جس میں وہ ہنستے اور کھلکھلاتے نظر آ رہے تھے اور ان بچوں نے اپنے ان المناک اور خوفناک لمحات کا بھی ذکر کیا جب انہیں زندہ رہنے کے لئے غار کے اندر جدو جہد کرنی پڑی تھی۔شمالی تھائی لینڈ کے غاروں میں پھنسے ۱۲/ بچوں نے بحفاظت باہر نکلنے کے بعد پہلی بار میڈیا سے بات چیت میں کہا کہ وہ لمحات معجزانہ تھے جب غوطہ خوروں نے ان کا پتہ لگایا۔واضح ہو کہ یہ لڑکے اپنے کوچ کے ہمراہ تھیم لوانگ کے غاروں میں دو ہفتے سے زائد عرصے تک محصور رہے تھے۔(یو این آئی)

ملیشیا لاپتہ طیارہ MH370 کی اطلاع دے گا

ملیشیائی حکومت ۳۰/ جولائی ۲۰۱۸ء کو سب سے زیادہ موضوع بحث رہنے والے ملیشیا ایئر لائنس کے لاپتہ طیارہ ایم ایچ 370 کی رپورٹ جاری کرے گی۔واضح ہو کہ یہ طیارہ ۸/ مارچ ۲۰۱۴ء کو ۲۳۹/ لوگوں کو لے کر کوالالامپور سے بیجنگ جاتے وقت اچانک لاپتہ ہو گیا تھا۔اس وقت سے ایم ایچ 370 ہوابازی کے میدان میں دنیا کا سب سے بڑا راز بنا ہوا تھا۔(یو این آئی)

اسرائیل کو ''یہودیوں کی قومی ریاست'' قرار دینے کا متنازعہ بل منظور

اسرائیلی پارلیمان نے اسرائیل کو ''یہودیوں کی قومی ریاست'' قرار دینے کا متنازعہ بل منظور کر لیا ہے۔ یہ بل عرب شہریوں سے امتیازی سلوک کا سبب بن سکتا ہے۔اب عربی زبان کا درجہ کم ہو کر ''خصوصی زبان'' کا ہو گیا ہے۔اسرائیل کو یہودیوں کی ایک قومی ریاست قرار دینے کا بل دائیں بازو کے قانون سازوں کی طرف سے پیش کیا گیا تھا جبکہ سول آزادی اور بالادستی کی تنظیموں کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کی گئی تھی۔ جمعرات کو ہونے والی ووٹنگ میں ۵۵/ اراکین نے اس بل کی مخالفت جبکہ ۶۲/ ممبران نے اس کی حمایت کی۔اس قانون سازی کو آئینی ترمیم کی طرح بنیادی قانون کا حصہ بنایا جائے گا اور اسرائیلی عدلیہ کی بنیاد بھی اسی پر ہوگی۔اس بل کی منظوری کے ساتھ ہی ہبریو (عبرانی) زبان کو اسرائیل کی قومی زبان قرار دے دیا گیا ہے اور عربی زبان کے درجے میں کمی کرتے ہوئے اسے ''خصوصی زبان'' کا درجہ فراہم کیا گیا ہے۔اسرائیلی وزیر اعظم بنجامن نتن یاہو نے اس بل کی منظوری کو ''صیہونیت کی تاریخ میں ایک تاریخی لمحہ قرار دیا ہے۔'' دوسری جانب شہری آزادی کے گروپوں اور عرب اسرائیلیوں نے اس بل کو شدید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔اس بل کی مخالفت کرنے والے اپوزیشن قانون سازوں کا بھی کہنا تھا کہ اس طرح اسرائیل کے جمہوری کردار کو یہودی کردار میں تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس کی قیمت ملکی اقلیتوں کو چکانا پڑے گی۔اسرائیل میں سول رائٹس ایسوسی ایشن کا کہنا تھا ''یہ بل دیگر اقلیتوں کے تمام شعبہ ہائے زندگی میں نسل پرستانہ رویوں کے راستے کھولتا ہے، یہ اسرائیل میں جمہوری اصولوں کا خاتمہ ہے اپوزیشن نے اسے جمہوریت خاتمے سے تعبیر کیا ہے۔(قومی آواز)

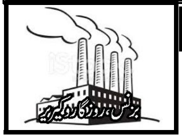

مہاراشٹر میں تین ماہ میں ۶۳۹/ کسانوں کی خودکشی

حکومت مہاراشٹر نے کہا ہے کہ رواں سال مارچ سے مئی تک میں ریاست میں ۶۳۹/ کسانوں نے قرض، بینک قرضوں کی عدم ادائیگی، اور فصلوں کی ناکامی کے سبب خودکشی کر لی ہے، ریاستی وزیر ریوینیو چندرا کانت پاٹل نے گذشتہ روز ناگپور میں قانون ساز کونسل کے اکلس کے دوران اپوزیشن لیڈر دھننجے منڈے اور این سی پی ارکان ہیمنت ناکلے، سنیل ناکارے، امر سنہا پنڈت، کرن پاوا سکرت، نریندر پاٹل اور دیگر لوگوں کے سوال کے جواب میں یہ اطلاع دی، پاٹل نے کہا کہ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق یکم مارچ اور ۳۱/ مئی ۲۰۱۸ء کے دوران ۶۳۹/ کسانوں نے خودکشی کی ہے۔(بحوالہ ہندوستان ایکسپریس دہلی)

مودی حکومت کے خلاف حزب مخالف کی تحریک عدم اعتماد ناکام

مودی حکومت کے خلاف حزب اختلاف کی پہلی تحریک عدم اعتماد ناکام ہو گئی، سرکار کے خلاف عدم اعتماد کے حق میں صرف ۱۲۶/ ووٹ پڑے جب کہ مخالفت میں ۳۲۵ ووٹ پڑے، بی جے پی نے تحریک عدم اعتماد کے لیے کانگریس کو آڑے ہاتھوں لیتے ہوئے اس کو کانگریس کے غرور کا نتیجہ قرار دیا۔تحریک عدم اعتماد کی ناکامی کو بی جے پی آئندہ ۲۰۱۹ء کے الیکشن میں اپنے لیے ایک بڑا موقع سمجھ رہی ہے۔واضح ہو کہ جمعہ کو دن بھر تحریک عدم اعتماد پر بحث کے بعد شام میں ووٹنگ شروع ہوئی، ووٹنگ کے دوران بیجو جنتا دل نے واک آؤٹ کیا۔

بقیہ آئینی اداروں میں شفافیت کی کمی ....انہوں نے مزید کہا کہ کچھ ریاستوں میں گائے کی اسمگلنگ کے شبہ میں یا گائے کا گوشت کھانے کے نام پر اقلیتی طبقہ سے متعلق لوگوں پر غیر قانونی طریقے سے حملہ کرنے یا انہیں پیٹ پیٹ کر مار ڈالنے جیسے کئی واقعات رونما ہوئے ہیں۔حامد انصاری نے آگے کہا کہ ''آپ دیکھئے کہ دو لوگوں کے درمیان ہمیشہ نا اتفاقی ہو سکتی ہے، سڑک پر دو سائکلیں آپس میں ٹکراتی ہیں اور گالی گلوج شروع ہو جاتی ہے ،لیکن ایک چھوٹی سی نا اتفاقی فرقہ وارانہ فساد کی شکل لے لے، اس کے لیے سوچ اور سازش تیار کرنی پڑتی ہے،، جہاں بھی اس طرح کی سازش ہوتی ہے، سمجھئے کہ وہاں نظام قانون فیل ہوا ہے۔'' کیا وہ وجیلینزم میں اضافہ کے لیے خاص طور سے بی جے پی کی قیادت والی ریاستی حکومتوں کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟ اس سوال کے جواب میں سابق نائب صدر نے کہا۔'' دیکھئے جہاں بھی ایسا ہے، میں وہاں کی حکومت کی طرف اشارہ کر رہا ہوں، چاہے یہ آسام، کیرالہ میں ہو یا پنجاب میں۔ یہ کوئی معنی نہیں رکھتا، میں سیاسی پارٹیوں کو نشانہ نہیں بنا رہا ہوں، میں انتظامیہ کو نشانہ بنا رہا ہوں۔'' علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں حال ہی میں محمد علی جناح کی تصویر سے متعلق ہوئے تنازع پر حامد انصاری نے کہا کہ جناح کی تصویر تو ہنگامہ برپا کرنے کا صرف ایک بہانہ تھا، مجھے وہاں مدعو کیا گیا تھا اور وہاں رخنہ پیدا کیا گیا، اس کی وجہ سے پروگرام نہیں ہو سکا، ضلع کے سینئر پولیس افسر نے اگلے دن یہ اعتراف کیا تھا کہ بندوبست ناکام رہا اور وہ اس کی جانچ کرنے جا رہے ہیں،۔'' موجودہ حکومت کے چار سال کی مدت کار کے دوران پاکستان کے تئیں اپنائی گئی پالیسی پر سابق صدر جمہوریہ نے کہا کہ جہاں تک میری سمجھ ہے، پاکستان سے متعلق ہماری پالیسی ڈھلمل ہے، ہم پنڈولم کی طرح ایک بار اِس طرف، ایک بار اُس طرف جاتے ہیں، اور پھر دوسری طرف چلے جاتے ہیں، آپ اس کے بارے میں کیا کر سکتے ہیں؟ انہوں نے مزید کہا کہ وزیر اعظم جواہر لال نہرو کے وقت اختیار کی گئی ہندوستان کی ''نان الائنمنٹ'' کی روایتی پالیسی بالکل درست تھی، اور اس پالیسی سے دنیا میں ملک کو عزت بھی ملی تھی۔(بحوالہ اخبار مشرق ۱۷/۷/۲۰۱۸ء)

امارت شرعیہ ایک شرعی تنظیم ہے جسکی بنیاد کتاب وسنت پر ہے

گریڈیہ میں منعقد اجلاس تاسیس میں علماء اور دانشوران کا اظہار خیال

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کی بنیاد کتاب وسنت کے مطابق ہے، اس کو قائم کرنے کی فکر اللہ تعالیٰ نے فقیہ النفس عالم دین حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کے دل میں ڈالی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرعی تنظیم کی بنیاد رکھی ان خیالات کا اظہار مولانا محمد ابوالکلام شمسی نے دارالقضاء امارت شرعیہ گریڈیہ میں امارت شرعیہ کے یوم تاسیس کی مناسبت سے منعقد ایک اجلاس میں کیا الحمدللہ اس وقت امارت شرعیہ امیر شریعت سابع مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی مضبوط قیادت میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور ہر نازک موڑ پہ مسلمانوں کی رہنمائی کر رہی ہے، اس ادارہ نے اتحاد اور تنظیم کے ساتھ دینی اور عصری تعلیم کے فروغ کے لئے کئی ادارے قائم کئے اعلی تعلیم کے حصول کے لئے المعہد العالی اور دارالعلوم الاسلامیہ قائم کیا بنیادی دینی تعلیم کے لئے مکاتب قائم کیا اور عصری تعلیم کے لئے کئی جگہ اسکول قائم کیا اور خدمت خلق کے میدان میں کئی ہسپتال بھی قائم کیا، انہوں نے دارالقضاء کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانوں کے بہت سے معاملات ایسے ہیں جس کا فیصلہ ایک مسلمان قاضی ہی کر سکتا ہے، نیز امارت شرعیہ کے دارالقضاء سے کم وقت اور کم خرچ میں فیصلے ہوتے ہیں، اس لیے تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ اپنے معاملات اور نزاعات کے حل کے لیے دارالقضاء سے رجوع کریں۔ممتاز عالم دین حضرت مولانا محمد صغیر صاحب امام وخطیب جامع مسجد کولڈیہا کی صدارت میں منعقد اس اجلاس کا آغاز قاری مسلم صاحب کی تلاوت کلام اللہ سے ہوا جب کہ نعتیہ کلام مولانا یعقوب صاحب مدرس مدرسہ رشید العلوم بھنڈاریڈیہ گریڈیہ نے عمدہ انداز میں پیش کیا، دارالقضاء امارت شرعیہ، مدرسہ رشید العلوم بھنڈاریڈیہ گریڈیہ کے قاضی شریعت مفتی شمس الحق قاسمی نے اپنے افتتاحی کلمات میں کہا کہ سو سال قبل بانی امارت شرعیہ حضرت مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد رحمۃ اللہ علیہ نے خداداد تحریکی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مکمل ایمانی بصیرت کے ساتھ مختلف مکتبۂ فکر کے تقریباً پانچ سو جید علماء اور مشائخ کو جمع فرمایا، صدارت کی ذمہ داری امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کو سونپی گئی، بانی امارت شرعیہ نے شرعی دلائل سے مدلل امارت شرعیہ کا خاکہ پیش کیا جس کی جملہ علماء ومشائخ نے باتفاق رائے تائید کی اس طرح ۱۹/ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ مطابق ۲۶/ جون ۱۹۲۱ء کو اس شرعی تنظیم کا قیام عمل میں آیا اور آج اس کی افادیت واہمیت واضح طور پر محسوس کئے جا رہے ہیں،، انہوں نے کہا کہ امت مسلمہ جن داخلی وخارجی پریشانیوں کا شکار ہے وہ انتہائی صبر آزما ہے، ایسے ماحول میں ہوش مندی، تدبر اور حکمت عملی کے ساتھ آپسی اعتماد کے ماحول کی سخت ضرورت ہے اس کے بغیر آواز میں قوت اور وزن پیدا ہونا ناممکن ہے۔مدرسہ رشید العلوم بھنڈاریڈیہ گریڈیہ کے مہتمم حافظ مختار عالم صاحب نے کہا کہ امارت شرعیہ کا قیام زمین پر ہمارے لئے بڑی نعمت ہے، ماسٹر تنویر صاحب پرنسپل امارت پبلک اسکول بنکھنجو گریڈیہ نے اپنے خطاب میں کہا کہ امارت شرعیہ کی خدمات وسیع اور عیاں ہیں اس سے انکار ناممکن ہے انہوں نے امارت شرعیہ کی تعلیمی خدمات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہم مشکور ہیں کہ امارت شرعیہ نے ہمارے شہر میں ایک مثالی اسکول قائم کیا، مفتی ظفیر صاحب امام مکہ مسجد بھنڈاریڈیہ گریڈیہ نے تاسیسی اجلاس کی اہمیت اور امارت شرعیہ کی خدمات کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ گریڈیہ والوں کی خوش قسمتی ہے کہ یہاں دارالقضاء اور امارت پبلک اسکول قائم ہے ہم اس سے نفع اٹھائیں، غلام محبوب صاحب نے کہا کہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے مسائل کو سرکاری عدالت کے بجائے دارالقضاء میں لائیں، قاری مسلم صاحب نے کہا کہ اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں امیر شریعت کی اطاعت کرنا لازم ہے، امارت شرعیہ کے قیام نے ایک شرعی ضرورت کی تکمیل کیا ہے اور یہ وہ تنظیم ہے جس کی برکت سے متعدد مفید ملکی تنظیمیں وجود میں آئی ہیں حافظ غفران صاحب نے مسلمانوں کو درپیش مشکلات کے حل کے لئے ہر طبقہ بالخصوص علماء اور دانشوران کو مل کر حکمت عملی اپنانے کی دعوت دی، صدرِ اجلاس مولانا صغیر صاحب امام جامع مسجد کولڈیہا نے امارت شرعیہ سے تعلقات کو اپنے لئے باعث فخر گردانتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ موجودہ امیر شریعت کی قیادت میں گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے اور کہا کہ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ بہار، اڈیشہ اور جھارکھنڈ کے مسلمان امیر شرعی کی ماتحتی میں زندگی گزارتے ہیں، امارت شرعیہ ایک جیتی جاگتی تنظیم ہے جس کے اکابر نے مختلف عنوانات سے تاریخی کاموں کو انجام دیا ہے، اس تسلسل کو باقی اور قائم رکھنے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ لوگوں کو قیادت کے فقدان کی شکایت ہوتی ہے جب کہ قیادت تو امارت شرعیہ کی شکل میں موجود ہے، تاسیسی اجلاس کے ذریعہ اکابر امارت شرعیہ کے خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ نئی نسل میں حوصلہ اور خدمت کا جذبہ پیدا ہو، اجلاس بہت ہی خیر وخوبی کے ساتھ صدر اجلاس کی دعا پر اختتام کو پہونچا، اجلاس کے نظم وانتظام میں مولانا ادریس صاحب مولانا یعقوب صاحب قاری صداقت حسین صاحب جناب ظہیر صاحب عابد صاحب ابوذر صاحب سرفراز صاحب امتیاز صاحب اظہار صاحب نے بہترین خدمات پیش کئے۔اجلاس کے دیگر شرکاء میں سے چند کے اسماء یہ ہیں مولانا غلام مصطفیٰ صاحب حافظ اکرم صاحب مولانا شبیر صاحب حاجی الیاس صاحب ماسٹر تنویر صاحب جبرئیل صاحب حاجی مبین صاحب عتیق الرحمٰن صاحب مزمل صاحب ڈاکٹر مصطفیٰ صاحب سعید صاحب حافظ عبدالصمد صاحب رستم صاحب

طب وسائنس

معدے کی تیزابیت دور کرنے کا حل

معدہ ہمارے جسم کا انتہائی اہم عضو ہے جس کی خرابی سے پورے جسم کے اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔ معدہ ہی ہضم شدہ خوراک کے ذریعے ہمارے جسم کو قوت اور توانائی فراہم کرتا ہے۔ لہذا اگر معدہ ہی خراب ہو جائے تو پھر جسم کو قوت اور توانائی کس طرح ملے گی؟ موجودہ دور میں جہاں زندگی میں بہت ساری آسانیاں پیدا ہوگئی ہیں۔ وہاں ان سہولیات کی وجہ سے انسان کی صحت پر اس کے برے اثرات بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ فاسٹ فوڈ کا کثرت سے استعمال اور ورزش کا فقدان، آج کے دور کے انسان کی صحت کو بری طرح تباہ کر رہے ہیں۔ خاص طور پر نظام انہظام پر اس کا بہت برا اثر پڑ رہا ہے۔ معدہ میں جلن، گیس، تیزابیت کے مسائل تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اگر مناسب غذا نہ کھائی جائے تو معدہ متاثر ہوتا ہے اور پھر کھانے کے بعد بوجھل پن کا شکار ہوتا ہے، گیس اور سینے میں جلن ہونا عام سی بات ہے۔ اس لیے بادی خوراک کے استعمال سے بچیں اور کوشش کریں کہ کھانے میں ادرک کا استعمال متواتر کریں۔ خوراک میں ان کی شمولیت سے بادی اجزاء کے مضر اثرات ختم ہو جاتے ہیں۔ اور معدہ پر بوجھ نہیں رہتا ہے۔ ناشتہ کر کے دن کی سرگرمیوں کا آغاز کریں اور دوپہر کے کھانے کے بعد چند منٹ کے لئے ہی سہی آنکھیں موند کر ذہن کو بالکل خالی چھوڑ دیں۔ رات کا کھانا سونے سے دو گھنٹے پہلے کھائیں اور کھانے کے بعد چہل قدمی ضرور کریں پانی کھانے کے ایک گھنٹے کے بعد پئیں۔ مرچ مصالحہ کا استعمال ترک کر دیں۔ خاص طور پر سرخ مرچ۔ کچھ عرصہ کے لیے اگر ہو سکے تو سالن کا استعمال چھوڑ دیں۔ شہد پانی میں ملا کر پئیں۔ دہی اور لسی کا استعمال زیادہ کریں۔

تیزابیت معدہ کا ہومیو پیتھک علاج

رات کو سونے سے پہلے نکس وامیکا 30 کی طاقت میں ایک خوراک ہیں۔ صبح سلفر 200 ایک ہفتہ روزانہ اور پھر ہفتہ میں دو دفعہ کر دیں۔ فوری طور پر تیزابیت کم کرنے کے لیے۔ ڈائسکوریا 1000 کی ایک خوراک لیں۔ اگر بہت زیادہ کھٹا پانی پیدا ہو رہا ہے۔ تو آئرس ورسیکلر 200 میں استعمال کریں۔ اگر اس سے آرام نہ آئے تو آئرس ٹینکس 200 استعمال کریں۔ نیٹرم فاس 6 ایکس دن میں چار بار استعمال کریں۔ سٹافی سگریا 30 روزانہ تین دفعہ استعمال کریں۔ اجوائن تھوڑی سی چبا کہ کھالیں۔ چاول ابال کر پانی پئیں۔ میٹھا سوڈا ایک چمچ پانی کے ایک گلاس میں ڈال کر گھونٹ گھونٹ لیں۔

معدے کی تیزابیت دور کرنے کا حل

زیتون کا خالص تیل ایک چمچ صبح دوپہر شام۔ شہد ایک چمچ صبح پانی میں ملا کر پئیں۔ فریج میں دودھ ٹھنڈا کریں اور رات کو سوتے ہوئے۔ 10 سے 15 دن تک استعمال کریں۔ روزانہ چھلکے سمیت ایک سیب کھائیں۔ پودینہ کی ایک ٹہنی کو ایک لیٹر پانی میں اُبال لیں دن میں تین مرتبہ یہ پانی پینے سے معدے کی تیزابیت دور ہو جائے گی۔ معدے کی تیزابیت دور کرنے کیلئے ادرک اور پپیتا اپنی خوراک میں شامل کریں۔ کیونکہ ادرک اور پپیتا زود ہضم ہیں اور یہ معدے کے درد دور کرنے میں موثر ہیں۔ سیب کا سرکہ پانی میں ڈال کر کھانے کے دوران استعمال کریں۔ پیپرمنٹ یا عام چائے بنائیں اور اس میں لیموں کا رس یا شہد شامل کر کے پئیں۔ اس سے آپ بہت سکون محسوس کریں گے، خاص طور پر پیپرمنٹ معدے کی گرانی دور کر کے جسم کو سکون دیتا ہے۔ چائے میں چینی یا مصنوعی شکر کا استعمال ہرگز نہ کریں کیونکہ یہ مزید گرانی کا سبب بن سکتی ہیں۔ وزن کم کریں کیونکہ معدے کے گرد جمع ہونے والا وزن تیزابیت کو اوپر کی جانب منتقل کرتا ہے۔ کھانا کم مقدار میں زیادہ دفع کھائیں اس طرح معدے میں تیزابیت کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔

تیزابیت ہوجانے کی صورت میں مندرجہ ذیل اقدامات کریں:

چائے، کافی اور کولڈ ڈرنگ کا استعمال بند کر دیں۔ روزانہ نیم گرم پانی کا ایک گلاس پئیں۔ کیلے، تربوز اور کھیرے کو روزمرہ غذا کا حصہ بنائیں۔ تربوز کا جوس بھی بہت مفید ہے۔ ناریل کا پانی بھی تیزابیت کم کرتا ہے۔ روزانہ ایک گلاس دودھ پئیں۔ رات کا کھانا سونے سے دو یا تین گھنٹہ پہلے کھالیں۔ کھانوں کی مقدار مختصر اور درمیانی وقفہ محدود رکھیں۔ کھانا باقاعدگی سے کھائیں۔ اچار، مصالحے دار چٹنی اور سرکے سے پرہیز کریں۔ لونگ کو کچھ دیر چوسنے سے بھی افاقہ محسوس ہوگا۔ گڑ، لیموں، کیلا اور بادام معدے کی جلن اور تیزابیت میں فوری افاقہ دینے کیلئے مشہور ہیں۔ کھانا کھانے کے بعد ہلکی پھلکی چہل قدمی ضرور کریں۔ کچے دودھ میں ایک چٹکی نمک ملا کر ایک گھونٹ دودھ پی لیا جائے تو اسی وقت جلن سے نجات مل جاتی ہے۔ معدے کی تیزابیت سے پیچھا چھڑانے کے لیے قدرتی مشروبات لسی، کچی لسی، جو کے ستو، شربت بزوری، شربتِ عناب، شربتِ صندل اور شربتِ نیلوفر وغیرہ بکثرت استعمال کیا کریں۔ معدے کی سوزش ختم کرنے کے لیے ہلدی، ملٹھی اور سونف کا مرکب بہترین علاج ہے۔ خوراک کو اچھی طرح چبائیں۔ بڑے بڑے نوالے منہ میں ڈال کر انہیں ہلکا سا کچل کر معدے میں انڈیل لینا غلط عمل ہے۔ چھوٹے چھوٹے نوالے لے کر اس کو اچھی طرح چبائیں؛ تاکہ وہ خوب پس جائے اور منہ میں موجود انزائم اس میں اچھی طرح شامل ہو جائیں۔ تاکہ جب یہ غذا معدے میں پہنچے تو وہ اسے بآسانی ہضم کر سکے۔ گل قاصدی یا ککرونداجسے انگریزی میں Dandelion کہتے ہیں خلیج اور بعض مغربی ممالک میں اسے تیار کردہ سفوف وغیرہ ہاضمے کے لئے بھی استعمال کئے جاتے ہیں۔ گل قاصدی ککروندا کثرت سے پایا جانے والا عام مخلوط پودا ہے جس کے پتے دندانے اور سنہرے زرد پھول ہوتے ہیں۔ یہ ایک طبی پودا ہے اور اس کا استعمال حکمت اور جدید طب دونوں میں ہوتا ہے تاہم یہ سفوف یا اس پودے سے تیار کردہ دوا خود تیار کرنے کی کوشش کے بجائے کسی مستند حکیم سے مشورہ کر کے خریدنا اور استعمال کرنا مناسب ہوگا۔ یہ معدے میں پہلے سے موجود تیزابیت کو ختم کرتا ہے اور خوراک میں شامل تیزابی عناصر کی شدت کو بھی متوازن بنا دیتا ہے۔ کھانے کے بعد سونف کی چائے کی ایک پیالی معدے پر اچھا اثر مرتب کرتی ہے۔ یہ نظام ہضم کو بہتر بناتی ہے اور کھانا جلد ہضم ہونے میں مدد دیتی ہے اس کے علاوہ پیپرمنٹ سے بھی معدے پر مثبت اثر پڑتا ہے۔ جدید طب یعنی ایلو پیتھک میں بھی ایسے ادویات شربت موجود ہیں جو نظام ہاضمہ کو بہتر بنانے میں مددگار ہوتے ہیں۔ یہ شربت کھانا ہضم کرنے والے خامروں کو متحرک کرنے کا سبب ہوتے ہیں۔ جس سے کھانا جلد ہضم ہو جاتا ہے اور معدے میں بہت دیر تک خوراک کے جمع رہنے سے جو تیزابیت اور گیس کی تکلیف ہوتی ہے اس سے بچاتا ہے تاہم اس کا استعمال تیزابیت اور گیس کے مریضوں کے لئے مناسب ہے اور وہ بھی ڈاکٹر کے مشورے کے مطابق۔ لہسن دیسی چھلا ہوا آدھا چھٹانک 'ادرک دیسی سبز ایک چھٹانک' پودینا دیسی سبز ایک چھٹانک اور انار دانہ کھٹا ایک چھٹانک 'اگر ادرک اور پودینا سبز نہ ملے تو خشک بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ ایک چمچ صبح دوپہر شام ناشتے اور کھانے کے ساتھ یہ استعمال کریں۔ یہ شوگر، زخم ٹھیک کرنے کے، پیٹ کا پھولنا' معدے کی بدہضمی اور تبخیر معدہ اور جلن کے بہت مفید ہے۔

ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ ہفتہ رفتہ **راشد العزیری ندوی**

امارت شرعیہ قوم وملت کا عظیم سرمایہ: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

یوم تاسیس امارت شرعیہ کے موقع پر تعمیر ملت کے عنوان سے مولانا مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ کی صدارت اور مولانا قمر عالم ندوی کی نظامت میں ایک پروگرام مدرسہ احمدیہ ابابکر پور ویشالی میں ہوا، اس تقریب سے مولانا ابوالخیر جبرئیل نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دارالقضاء سے اپنے مسائل حل کرنے کے لئے مسلمانوں کو رجوع کرنا چاہئے، آپ حضرات ملت میں اس تعلق سے بیداری پیدا کریں جب تک بیداری پیدا نہیں ہوگی اس سے اس وقت تک فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ دارالقضاء سے کتنے ہمارے بنیادی مسائل خاص طور سے ازدواجی اور عالی مسائل حل ہوتے ہیں کتنے تنازعہ دور ہوتے ہیں اگر مسلمان دارالقضاء سے رجوع کریں تو عدالت میں جانے کی ضرورت نہیں رہے گی، مولانا مظاہر عالم شمسی نے کہا کہ امارت شرعیہ کا نظام قرآن سنت پر قائم ہے جو مسلمانوں کی ترقی وکامیابی اور فلاح کے لئے کافی ہے۔ اسلام نے جو اجتماعی زندگی کا مطالبہ کیا ہے۔ امارت شرعیہ اس کی بہترین مثال اور عملی نمونہ ہے، انہوں نے کہا کہ آج سے سو سال قبل 26 جون 1921 کو امارت شرعیہ کا قیام عمل میں آیا۔ قیام سے لیکر اب تک بحسن وخوبی ملت کی رہنمائی رہا ہے۔ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے مہمان خصوصی کی حیثیت سے شرکت کیا۔ انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ امارت شرعیہ قوم وملت کا بہترین سرمایہ ہے جو قوم کے لئے ملی، سماجی، دینی، شرعی، فلاحی، تعلیمی خدمات انجام دے رہی ہے، اس وقت امیر شریعت مولانا محمد ولی رحمانی کی قیادت میں امارت شرعیہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ قدرتی آفات، ملی مسائل، سماجی مسائل، شرعی مسائل، یکساں سول کوڈ، طلاق ثلاثہ، تلک جہیز کے مسائل کو شرعی طور پر حل کرنے کے لئے امارت شرعیہ صوبہ سے لیکر مرکز تک ایک مضبوط اور قائد بن کر ملت کے سامنے کھڑا ہے جس کا ذکر کئے بغیر ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی کوئی تاریخ مکمل نہیں ہوسکتی، انہوں نے مسلمانوں سے اپیل کی کہ ترجیحی بنیاد پر تین کام کیے جائیں۔ ا۔ مسلکی بنیاد پر اختلاف کو ختم کیا جائے، مسلمان ایک خربوزے کی طرح ہوں جس کے اوپر لکیریں ہوتی ہیں، مگر اندر سے ایک ہیں، ۔ معیاری تعلیم کا انتظام ۔۳۔ معاشی خستہ حالی کو دور کر کے خود کفیل ہونا، جب یہ تینوں نارنگی کی طرح نہ بنیں کہ اوپر سے ایک دکھائی دیتا ہے اور اندر قاشیں الگ الگ ہوتی ہیں۔ خطبہ استقبالیہ مفتی عبدالشکور قاسمی نے پیش کیا۔ اس تقریب میں مولانا نظیر عالم ندوی، مولانا شمیم احمد شمسی، مفتی توقیر عالم قاسمی، مولانا نظر الہدیٰ قاسمی، مولانا فاروق، مولانا اعجاز کریم، قاری اخلاق، ڈاکٹر سمیع احمد، قاری غلام ربانی، خورشید احمد، زبیر عالم، شمس الحق، نیر حبیب، حافظ فہیم، امتیاز احمد وغیرہ کے علاوہ بڑی تعداد میں علاقہ کے مسلمانوں نے شرکت کی۔ موجود تھے۔

مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنا امارت شرعیہ کی پہلی کوشش: شبلی قاسمی

امارت شرعیہ مکمل نظام شریعت ہے۔ شعبہ تبلیغ، شعبہ تنظیم، شعبہ دارالقضا، شعبہ دارالافتا، شعبہ تعلیم، شعبہ بیت المال اور شعبہ تحفظ المسلمین ان تمام شعبوں کے ذریعہ امارت نے نمایاں کام کئے ہیں۔ اس کے علاوہ مسلمانوں کو کلمہ واحدہ کی بنیاد پر متحد کرنا اور انہیں شریعت کا پابند بنانے کی کوشش کرنا اس کی پہلی کوشش رہی ہے۔ مذکورہ باتیں مولانا شبلی قاسمی نے دارالقضا امارت شرعیہ دربھنگہ کے زیر اہتمام اتوار کو محلہ شیر محمد بھیگو واقع اینجل ہائی اسکول کے کانفرنس ہال میں منعقد اجلاس عام سے خطاب کرتے ہوئے کہی۔ انہوں نے مزید کہا کہ امارت کے بانی مولانا ابوالمحاسن محمد سجادؒ کے اخلاص کی برکت ہے کہ ادارہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اللہ نے امارت شرعیہ کو جتنے افراد دیئے وہ سب کے سب اپنے وقت کے بہترین قائد تھے۔ موجودہ امیر شریعت مفکر اسلام مولانا سید ولی رحمانی بھی مرد آہن اور ملک کے بہترین قائد ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مجھے قاضی مجاہد الاسلامؒ کے ایک جملہ نے امارت کا معتقد بنا دیا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ امارت شرعیہ میرے دین وایمان کا حصہ ہے۔ انہوں نے امارت شرعیہ کے پیغام وحدت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ امارت نے ہمیشہ مسلکی اختلافات کو ختم کرنے کے لیے کوششیں کی ہیں۔ امارت کے کاموں میں حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ بالخصوص نئی نسل کو دینی تعلیم اور اخلاقیات سے سنوارنے کے لیے آگے آنے کی ضرورت ہے۔ امارت شرعیہ کے نائب ناظم مولانا شبلی قاسمی کی صدارت اور دارالقضا دربھنگہ کے قاضی مولانا ارشد رحمانی کی نظامت میں منعقد پروگرام کا افتتاح محمد شاہد کی تلاوت اور مزمل حیات کے نعت پاک سے ہوا۔ مولانا ارشد رحمانی نے حضرت مولانا منت اللہ رحمانی اور قاضی مجاہد الاسلام قاسمی کی خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ان دونوں حضرات نے امارت شرعیہ کو پروان چڑھانے کی جو کاوش کی ہے وہ تاریخ کا روشن باب ہے۔ مولانا نے یہ بھی کہا کہ ملک کے حالات تشویشناک ضرور ہیں، مایوس کن نہیں ہیں۔ اس لیے ہمیں حوصلہ کے ساتھ اپنی شریعت پر عمل کرنا چاہیے اور اپنی عملی زندگی میں قانون شریعت کو اپنانا چاہیے۔ اس موقع پر پروفیسر شاکر خلیق، بدیع الزماں اور مولانا اعجاز احمد وغیرہ نے بھی خطاب کیا اور قاری نسیم اختر قاسمی، مولانا غلام ربانی، عارف حسین مظاہری، نوشاد عالم اشاعتی، ایس ایم جاوید اقبال، اینجل ہائی اسکول کے ڈائرکٹر عمر خان، ایڈووکیٹ ممتاز عالم، ڈاکٹر آصف شاہنواز، ڈاکٹر حبان فاروقی، پروفیسر نسیم، زاہد حسین، شرف عالم تمنے، اقبال حسن رشو، نورالدین زنگی، ہارون رشید راعین، امان اللہ بابر، حافظ لئیق منظر واجدی، حافظ ابوشحمہ، ابوذر غفاری، حافظ عامر، احتشام الحق، مصطفیٰ کمال اعظمی، امتیاز عالم، مدثر اور عاکف خورشید وغیرہ بطور خاص موجود تھے۔

بقیات

بقیہ عالمی آبادی......... ہمارے والد صاحب مرحوم نے سب بھائیوں کی شادی بغیر کمائی کے کیا، لوگ کہتے کہ کیوں اپنے اوپر بوجھ بڑھا رہے ہیں، فرماتے کہ جولڑکی آئے گی وہ اپنا رزق باپ کے گھر چھوڑ کر تو نہیں آئے گی، لے کر آئے گی، جب وہ لے کر آئے گی تو مجھ پر کیا بوجھ بڑھے گا، ان کے اس یقین کی وجہ سے شادی وہ بھائیوں کی کرتے گیے اور سب کی نوکری لگتی گئی، سارا معاملہ اللہ پر یقین واعتماد کا ہے، یہ یقین جس قدر مضبوط ہوگا، بڑھتی آبادی کا خوف دل سے نکلتا چلا جائے گا، وسائل واسباب کے درجہ میں بھی دیکھیں تو اللہ انسان کو ایک پیٹ کھانے کے لیے اور دو ہاتھ کام کرنے کے لیے دے کر بھیجتا ہے، وسائل پر ہی بھروسہ ہو تو بھی دونوں ہاتھوں کو کام میں لائیے، رزق کی کبھی کمی نہیں ہوگی۔ **واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب.**

بقیہ اللہ کی باتیں......... فرمایا"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه" (صحیح بخاری، باب قول اللہ تعالی فلا رفث، رقم الحدیث: ۱۸۱۹)

ایک دوسری روایت میں آپ ﷺ اس حج کو جوان تینوں ممنوعات سے پاک ہو زمین وآسمان کے درمیان کا سب سے افضل عمل بتایا، فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جہاد فی سبیل اللہ اور وہ حج مبرور جس میں رفث، فسوق اور جدال نہ پایا جائے زمین وآسمان کے درمیان جتنی چیزیں ہیں ان سب میں ان سے افضل کوئی نہیں "والذی نفسی بیده مابین السماء والارض من عمل افضل من الجهاد فی سبیل الله أو حجة مبرورة لا رفث فيها ولافسوق ولا جدال" (قرطبی) اس لئے ہر حج پر جانے والا جہاں خوب سے خوب نیک اعمال کرنے کی کوشش میں لگا رہے، خیر وحسنات سے اپنے دامن کو بھرنے میں جٹا رہے، وہیں اس سے زیادہ اس بات پر دھیان وتوجہ دے کہ اس سے کوئی گناہ اور غلطی نہ سرزد ہو اور شر وسیئات سے اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دے کہ گناہوں اور نافرمانیوں سے بچنا خود اپنی جگہ ایک بڑا نیک عمل اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہے ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ

کعبہ بھی گئے پر نہ گیا عشق بتوں کا ☆ زمزم بھی پیا پر نہ بجھی آگ جگر کی

بقیہ سفر علم......... خود حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سفر علم قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ داخلہ کے شرائط اور حضرت خضر سے جدائی کا تفصیل سے مذکور ہے۔ عزت اسے ملی جو وطن سے نکل گیا بھی مشہور ومعروف ہے، اس لیے طلب علم کے لیے طلبہ کے سفر کی حوصلہ شکنی نہیں کی جاسکتی۔ ادھر چند سالوں سے پولیس اور محکمہ نگرانی اطفال والے اس سفر میں رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں، اساتذہ اور طلبہ کو اسٹیشن پر گاڑیوں سے اتا کر روک رکھنا اور ان سے قسم قسم کے مطالبات عام سی بات ہے، امسال بھی کئی بار ایسا ہو چکا ہے، بیگوسرائے، بوکارو، دھنباد اور الہ آباد وغیرہ میں داخلہ کے لیے سفر کر رہے، طلبہ واساتذہ کو اتار کر ہراساں کیا گیا، یہ قابل تشویش بھی ہے اور قابل مذمت بھی، اس سے بچنے کے لیے جو اقدامات ضروری ہیں، ان میں سے اہم وہ کاغذات ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہو کہ گارجین انہیں پڑھنے کے لیے فلاں جگہ بھیج رہے ہیں، مختلف انداز کے شناختی کارڈ اور پنچایت کے ذمہ داروں کی طرف سے اس کی توثیق اس سلسلے کو روکوانے کے لیے کافی ہے، ضرورت بیدار مغزی اور کاغذات کی ہے، بغیر کاغذات کے سفر کرنا اپنے کو پریشانی میں ڈالنے کے مترادف ہے اس لیے اس معاملہ میں سستی کو راہ نہیں دینا چاہیے۔

بقیہ ڈاکٹر فواد سزگین......... تفسیر اور علوم قرآن سے متعلق جزء کا ڈاکٹر حکمت نے اور علم حدیث سے متعلق جزء کا ڈاکٹر نجم عبد الرحمن نے جائزہ لیا ہے، اسی طرح فقہ، عقیدہ، اللغۃ العربیۃ، شعر سب کا الگ الگ اساتذہ نے جائزہ لیا ہے اور چھ جلدوں میں ''استدراکات علی تاریخ التراث العربی'' کے نام سے اپنے اعتراضات واصلاحات شائع کردیئے ہیں، ان میں خاص طور پر قرآن اور حدیث سے متعلق غلطیوں کی اصلاح خاص اہمیت کی حامل ہیں؛ کیوں کہ قرائتوں کا اختلاف بعض مستشرقین کی نظر میں قرآن میں تشکیک کی بنیاد رہا ہے۔ لہذا اصل کتاب سے فائدہ اٹھانے والوں کو اپنے سامنے ''استدراکات'' والی جلدیں بھی رکھنی چاہئیں۔ شیخ بکر ابوزیدؒ نے ''ان استدراکات'' کو جدہ فقہ اکیڈمی کی مطبوعات کے طور پر شائع کردیا ہے جس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ یہ تنبیہ ضروری اس لئے ہے کہ گولڈزیہر، اسپرنگر، وان کرومر، کائٹانی، شاخت اور بلاشیر جیسے متعصب مستشرقین نے اپنی کتابوں میں قرآن کریم، احادیث نبوی اور فقہ واصول فقہ کے بارے میں زہر افشانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ ڈاکٹر فؤاد سزگین کا عقلی وثقافتی سرمایہ ان مستشرقین کا جمع کردہ مواد ہی رہا ہے اس لئے غیر شعوری طور پر انکی تحریروں میں اس کا اثر آنا طبعی بات ہے چنانچہ سزگین کی کتاب میں بھی بہت سی رطب ویابس باتیں جمع ہوگئی ہیں۔ قرآن کریم کے بارے میں مستشرقین کے اعتراضات یا صحابہ کرامؓ کے بارے میں ان کی یاوہ گوئیاں بھی سزگین کی کتاب کا غیر شعوری طور پر جز بن گئی ہیں۔ وہ اس بات کا کھل کر اعتراف کرتے ہیں کہ ان کا کام ان مستشرقین ہی کے کارناموں کا رہین منت ہے۔ اس لئے یہی کہا جائے گا کہ فؤاد سزگین کی کوششیں اس بارے میں تو مفید رہیں کہ انہوں نے ان مستشرقین ہی کے طرز پر عربی علمی وثقافتی ذخیرہ کا مطالعہ کیا لیکن جو مواد نقل کیا ہے اس میں انہوں نے مستشرقین کی ذہنیت کو سامنے رکھتے ہوئے کوئی احتیاط نہیں برتی۔ وہ ہیلمٹ ریٹر کے شاگرد تھے اور اس کا نام بڑے اعزاز واکرام کے ساتھ لیتے ہیں جو جرمن فوج کے ترجمان رہے اور ترکی وعراق میں کام کیا وہ کارل بروکلمان کے خصوصی شاگرد تھے جس نے قرآن کریم، حضور اکرم ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور صحابہ کرام کی زندگی سب کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ حاصل یہ کہ فؤاد سزگین کی کتاب میں جو قابل اعتراض مواد جمع ہوگیا ہے اس کی وجہ مستشرقین کی کتابوں پر ان کا حد سے بڑھا ہوا اعتماد ہے۔ اس لئے ان کے کارنامہ کی اہمیت کا اعتراف کرنے کے ساتھ ان کی کتاب کو بحیثیت مرجع استعمال کرنے والوں کو اس کی ان خامیوں پر بھی نظر رکھنی چاہئے جو مستشرقین کی تحقیقات پر حد سے زیادہ اعتماد کرنے کی وجہ سے در آئی ہیں، ان کی ''تاریخ التراث العربی'' کے ساتھ ''استدراکات علی تاریخ التراث العربی'' کا نسخہ بھی ساتھ ہونا چاہئے۔ خلاصہ یہ کہ ''فؤاد سزگین'' ایک عہد ساز شخصیت کے مالک تھے اور انہوں نے عربی تہذیبی اثاثہ کی تاریخ جمع کرنے میں بے پناہ محنت کی ہے اور ان کا کام کسی طرح اپنے تحقیقی معیار میں مستشرقین کے کاموں سے کم نہیں ہے۔ فؤاد سزگین ان تمام فنون کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے جو مسلمانوں نے ایجاد کئے ہیں اور ان میں اپنی بیش بہا یادگار تصنیفات چھوڑی ہیں۔ اور ان میں بیشتر اب مفقود ہیں۔ انہوں نے فرانکفرٹ یونیورسٹی کے ساتھ عربی علوم کی تاریخ پر ریسرچ کے لئے ایک اہم انسٹی ٹیوٹ قائم کیا۔ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۲۰/ سے زائد زبانیں سیکھ لی تھیں ۱۹۶۵ میں انہوں نے ایک جرمن مستشرقہ ''اورسولا'' نامی خاتون سے شادی کرلی تھی۔ پروفیسر فؤاد سزگین کو عربی تہذیب وثقافت اور عربی علوم پر بے حد فخر تھا اور اس بات کا غم بھی کہ مسلم نوجوان اپنی تاریخ اور اپنے کارناموں سے ناواقف ہیں۔ وہ یورپ والوں کے اس دعوی کو غلط سمجھتے تھے کہ انہوں نے کوئی تہذیب وتمدن قائم کیا ہے ان کا کہنا تھا کہ انہوں نے ساری چیزیں مسلمانوں اور عربوں سے لے کر اپنی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ مسلمانوں کو ہی جغرافیائی میپ کا موجد سمجھتے تھے اور اس کے بھی قائل تھے کہ مسلمانوں نے ہی واسکوڈی گاما سے پہلے امریکہ کو دریافت کیا۔ ڈاکٹر حکمت بشیر نے تفسیر اور قرائتوں سے متعلق اپنی مفصل تحقیق مدینہ یونیورسٹی کے میگزین میں پہلے پہل شائع کی تھی، اسی طرح ڈاکٹر نجم خلف کی علوم حدیث سے متعلق تنقیدیں بھی کافی محنت سے لکھی گئی ہیں اور یہ سارا سرمایہ مل کر ہی ڈاکٹر فؤاد سزگین کی کتاب کو مفید اور کارآمد بناتا ہے، لہذا یہ ضروری ہے کہ ''تاریخ التراث العربی'' کے ساتھ ''استدراکات'' کی چھ جلدیں بھی سامنے رہیں جن میں غلطیوں کی اصلاح کے ساتھ نئی معلومات اور مصادر کا اضافہ بھی ہے۔

بقیہ میراث کی تقسیم اور ہاری کوتاہیاں...... **مشترکہ ترکہ میں سے کوئی چیز یادگار کے طور پر رکھنا یا صدقہ کرنا:** بعض وارث ترکہ کی تقسیم سے پہلے میت کی یادگار کے طور پر کسی چیز کو معمولی سمجھ کر یا بابرکت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیتے ہیں جس کی دوسرے ورثاء سے اجازت نہیں لی جاتی، اسی طرح میت کے ایصالِ ثواب کے لیے مشترکہ ترکہ میں سے مال خرچ کیا جاتا ہے، حالانکہ تمام ورثاء کی رضامندی کے بغیر اس طرح کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر ورثاء میں کوئی نابالغ ہو تو اس کی اجازت اور معافی بھی معتبر نہیں۔ ہاں اگر سب وارث عاقل و بالغ ہوں اور دلی رضامندی سے کسی وارث کو کوئی چیز دے دیں یا جائز طریقہ سے صدقہ کریں تو اس کی اجازت ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شریعت کے مطابق عدل وانصاف کے ساتھ میراث تقسیم کرنے اور اس میں ہونے والی کوتاہیوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعلان مفقود الخبری

● مقدمہ نمبر ۹/۱۱۵۱/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ کٹیہار) بی بی لاڈلی کاتون بنت محمد جہیم، مقام: پھلکا، ڈاکخانہ وتھانہ: پھلکا ضلع کٹیہار۔ مدعیہ۔ بنام محمد افروز الدین عرف پیارے ولد محمد شفیق عرف جونی ماسٹر، مقام: بڑہاڑا کوٹھی، ڈاکخانہ وتھانہ بڑہارا ضلع پورنیہ۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء کٹیہار میں عرصہ ۱۲/سال سے غائب ولا پتہ ہونے، نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۷/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۸/اگست ۲۰۱۸ء روز منگل بوقت ۹/بجے دن خود مع گواہان مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف، پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح ہو کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہیں ہونے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

● مقدمہ نمبر ۴۲/۳۴۱/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون) روزیدن خاتون بنت محمد جان انصاری مقام دینارہ، ڈاکخانہ دینارہ تھانہ دینارہ ضلع رہتاس۔ مدعیہ۔ بنام محمد مبارک انصاری ولد محمد شوکت انصاری، مقام سکھٹی، ڈاکخانہ سکھٹی تھانہ دھنوئی ضلع بکسر۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں دارالقضاء امارت شرعیہ ڈہری اون سون میں غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ادا نہ کرنے کی بناء پر آپ کی بیوی نے آپ کے خلاف نکاح فسخ کئے جانے کا مقدمہ کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو باخبر کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۲۱/ذی الحجہ/۱۴۳۹ھ مطابق یکم ستمبر ۲۰۱۸ء بروز ہفتہ آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ اس تاریخ پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۱۷/۱۳۸/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ چمپانگر بھاگلپور) بی بی سائرہ بنت محمد سراج الدین مقام راجپور ڈاکخانہ وتھانہ سبور ضلع بھاگلپور۔ مدعیہ۔ بنام۔ اظہار الاسلام ولد عبد المنان شیخ مقام وپوسٹ قاسم نگر تھانہ مہاروئے ضلع بیربھوم بنگال۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں مدعیہ نے آپ کے خلاف عدالت دارالقضاء چمپانگر بھاگلپور میں عرصہ تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ اور دیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں مورخہ ۱۸/ذی الحجہ ۳۹ھ مطابق ۲۹/اگست ۲۰۱۸ء روز بدھ کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں، واضح رہے کہ عدم حاضری کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● مقدمہ نمبر ۲۴/۱۱۶۶/۳۹ھ (متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ گاندھی نگر رامپاڑہ کٹیہار) جہانہ خاتون بنت شمس الحق مرحوم مقام پچی بانہ ڈاکخانہ کڑہیلا بٹیرا تھانہ کدوا ضلع کٹیہار۔ مدعیہ۔ بنام۔ محمد اشرف ولد محمد ین مقام ہوراہا جرا ڈاکخانہ پورلا تھانہ اعظم نگر ضلع کٹیہار۔ مدعا علیہ۔ اطلاع بنام مدعا علیہ۔ مقدمہ ہذا میں آپ کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ گاندھی نگر رامپاڑہ کٹیہار میں عرصہ سترہ سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ وجملہ دیگر حقوق ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ پیشی ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۳۰/اگست بروز جمعرات آپ خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/بجے دن مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ فیصل کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

تین طلاق سے متعلق سپریم کورٹ روایت اور آئین کو نظر انداز کیا گیا: حضرت امیر شریعت

مختلف ملی مسائل پر میڈیا کے سامنے حضرت امیر شریعت مدظلہ کا بصیرت افروز اور جرأت مندانہ اظہار خیال

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی ایک اہم میٹنگ ۱۵/جولائی کو دہلی میں منعقد ہوئی، جس میں کئی اہم تجاویز کی منظوری دی گئی، میٹنگ کے بعد بورڈ کے جنرل سکریٹری مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ کے دہلی میں قیام کے دوران میڈیا کے مختلف گروپس میں کئی اہم جلتے ہوئے موضوع پر انٹرویو لئے گئے، حضرت والا نے نہایت مفکرانہ، مدبرانہ اور جرأت مندانہ انداز میں پوچھے گئے سوالات کے جوابات دئے، جوابات چشم کشا اور حالات کے نوک و پلک کو سمجھنے کے لئے بے حد مفید ہیں، اس لئے جوابات کی جھلکیاں پیش کرنا مناسب بھی ہے اور مفید بھی۔

تین طلاق سے متعلق سپریم کورٹ کے فیصلہ:

اس سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ تین طلاق کے متعلق سپریم کورٹ کا جو فیصلہ آیا ہے، اس کے بارے میں عدالت کے احترام کے ساتھ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس فیصلہ میں آئین اور روایت کو نظر انداز کیا گیا ہے، تین طلاق خالص مذہبی معاملہ ہے اور یہ مسلم پرسنل لا کا جز ہے، ملک کے آئین میں مسلم پرسنل لا کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے، اگر عدالت اس آئینی ضمانت کا لحاظ کرتی تو اس کی طرف سے اس مذہبی معاملہ میں دخل اندازی نہیں ہوتی، اسی طرح سپریم کورٹ کے فیصلوں میں ہمیشہ روایت اور رواج کا لحاظ رکھا گیا ہے، تین طلاق بھی مسلمانوں کی چودہ سو روایت کا حصہ ہے، عدالت کی ذمہ داری تھی کہ اپنے فیصلے میں اس قدیم روایت کا لحاظ رکھتی، ایسا نہیں ہوا، جس کے نتیجہ میں توقع کے خلاف فیصلہ سامنے آیا۔

تین طلاق بل کی موجودہ صورت حال:

اس بارے میں آپ نے فرمایا کہ تین طلاق بل تا حال راجیہ سبھا میں لٹکا ہوا ہے، جس طرح سیکولر اور انصاف پسند ارکان راجیہ سبھا نے، اس ظالمانہ بل کو راجیہ سبھا میں پاس ہونے سے روکے رکھا ہے، اگر یہ صورت حال آئندہ بھی برقرار رہی، تو ان شاء اللہ یہ بل پاس نہیں ہو سکا، اور اگر ارکان کی ذہنیت میں تبدیلی پیدا کر دی گئی تو بہت ممکن ہے کہ بل پاس ہو جائے، تاہم مجھے امید ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ انصاف کی فتح ہوگی، اور ظلم کو شکست ملے گی۔

ہجومی تشدد کے معاملہ میں سپریم کورٹ کی طرف سے قانون سازی کی ہدایت:

اس سے متعلق پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ سپریم کورٹ نے جو ہدایت دی ہے وہ قابل قدر بھی ہے اور قابل احترام بھی، اور ہم امید کرتے ہیں کہ اس ہدایت کے نتیجہ میں جلد کوئی مناسب قانون سامنے آئے گا، لیکن میرا احساس یہ ہے کہ سپریم کورٹ نے قانون سازی کے لیے کوئی فریم ورک نہیں دیا ہے، یہ سب کو معلوم ہے کہ ہجومی تشدد کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بی جے پی کے لوگوں کا تماشہ ہے، بی جے پی اور آر ایس ایس کے لوگ الیکشن سے پہلے اس ملک میں نفرت کی جو فضا بنانا چاہتے ہیں، یہ سارا کھیل اسی کا حصہ ہے، سپریم کورٹ کی ہدایت کے مطابق اگر قانون بن بھی گیا، تو وہ کس قدر مؤثر ہوگا، کہا نہیں جا سکتا۔ جو لوگ نچلی سطح پر قانون کے رکھوالے کہے جاتے ہیں، وہ اس پر کتنا عمل کریں گے، یہ بھی ایک قابل غور بات ہے، چونکہ بی جے پی نے جس ذہنیت کو پروان چڑھایا ہے وہ قانون کا احترام نہیں سکھاتا، بلکہ اس کے نزدیک اقتدار کی بقا قانون کے تحفظ سے زیادہ اہم مانا جاتا ہے۔

کانگریس پارٹی کو مسلمانوں کی پارٹی کہنا کہاں تک درست ہے:

اس بارے میں حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ یہ بی جے پی کا پروپیگنڈہ ہے اور وہ اس پروپیگنڈہ کے ذریعہ کانگرس کو علاحدہ خانے میں رکھ کر اپنے ہندوتو کے ایجنڈے کو مضبوط بنانا چاہتی ہے، جہاں تک یہ سوال ہے کہ کیا کانگریس مسلمانوں کی پارٹی ہے، تو اس بارے میں یہ بات پوری وضاحت کے ساتھ سمجھ لینی چاہئے کہ کانگریس اگر صرف مسلمانوں کی پارٹی ہوتی یا کسی ایک طبقہ کی پارٹی ہوتی تو اتنے لمبے عرصہ تک ملک میں حکومت نہیں کرتی، اس ملک میں مختلف مذاہب اور طبقے کے لوگ رہتے ہیں اور یہاں کسی ایک طبقہ کے ساتھ خاص رہنے والی پارٹی کبھی حکومت نہیں کرسکتی، جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ بی جے پی اور آر ایس ایس کا پروپیگنڈہ ہے۔ اور اس کا مقصد ہندوتو کی بنیاد پر اپنے ووٹ بینک کو مضبوط کرنا ہے، چونکہ بی جے پی حکومت کے پاس عوام کو دکھانے کے لیے کوئی کام نہیں ہے، اس نے جتنے وعدے کیے کوئی پورا نہیں ہوا، اب ظاہر ہے کہ وہ کس منہ سے عوام کے سامنے آئے گی، اس لیے ایسے ہی جھوٹے پروپیگنڈوں کو اور نفرت انگیز باتوں کو ہوا دے کر یہ اپنی کرسی بچانے کی کوشش کرے گی، اس بات کو صرف مسلمان نہیں بلکہ ہندو بھائیوں کا بڑا طبقہ بھی سمجھ رہا ہے۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایس سی/ایس ٹی کے لیے ریزرویشن:

اس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ میں ایس سی/ ایس ٹی کے ریزرویشن کے نام پر ماحول کو بگاڑنے کی جو کوشش کی جا رہی ہے، اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے حضرت امیر شریعت مدظلہ نے فرمایا کہ یہ بھی موجودہ بی جے پی حکومت کا ایک خطرناک کھیل ہے، ایس سی/ ایس ٹی سے نہ اس کی ہمدردی ہے اور نہ آئندہ اس کی توقع ہے، یہ شوشہ صرف اس لیے چھوڑا گیا کہ اسے محسوس ہو رہا ہے کہ اس وقت ملک میں اقلیتوں اور ایس سی/ ایس ٹی کی قربت سے ایک نئی فضا بن رہی ہے، اس لیے اس فضا میں زہر گھولنے کے لیے اور ایس سی/ ایس ٹی کے لوگوں کو اقلیتوں خاص کر مسلمانوں سے دور کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، میں تو کہتا ہوں کہ اگر حکومت واقعتاً ایس سی/ ایس ٹی کے لیے ہمدرد ہے تو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ اسلامیہ میں مسلمانوں کے لیے پچاس فیصد اور ایس سی/ ایس ٹی کے لیے پچاس فیصد ریزرویشن دے اور ان دونوں اداروں کو انہیں دو طبقوں کے لیے خاص کرے، اگر ایسا ہوتا ہے تو ہم اس کا استقبال کریں گے، لیکن مجھے امید ہے کہ یہ حکومت کبھی ایسی ہمت نہ کر پائے گی اور نہ اس فارمولے کو عملی جامہ پہنا سکے گی، اس لیے ہمیں سمجھ لینا چاہئے کہ یہ محض ایک نفرت کا کھیل ہے، اس سے زیادہ اس کی کچھ حقیقت نہیں۔

بغیر محرم کے خواتین کا حج کے سفر پر جانا:

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ موجودہ بی جے پی حکومت نے خواتین کو بغیر محرم کے حج کے سفر پر جانے کی نہ صرف اجازت دی ہے بلکہ اس کو ترجیحی حیثیت بھی دی ہے، اور اس سال خواتین کی ایک بڑی تعداد بغیر محرم کے حج کے سفر پر جا رہی ہے، اس سلسلہ میں پوچھے گئے سوال کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ حج خالص ایک مذہبی چیز ہے، اور یہ ایک بڑی عبادت ہے، لیکن ملک کی موجودہ بی جے پی حکومت نے اس عبادت کا بھی سیاست بنا دیا ہے۔ اسلامی شریعت کے مطابق کسی خاتون پر اس وقت تک حج فرض نہیں ہوتا جب تک کہ اسے محرم کی رفاقت نہ مل جائے، تو اب آپ بتائیے کہ بغیر محرم کے حج پر جانے والی خواتین کون سا حج ادا کرنے جا رہی ہیں؟ اسلامی نقطۂ نگاہ سے سفر حج تو بڑا لمبا سفر ہے، کسی خاتون کو بغیر محرم کے سفر شرعی کی بھی اجازت نہیں۔ تو بھلا اس طویل سفر کی کیسے اجازت دی جا سکتی ہے۔ جو لوگ حج کے حالات سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تنہا ایک خاتون کے لیے یہ کس قدر مشکل کام ہے۔ حج ایک روحانی سفر ہے اور اس کا پورا نظام شرعی قوانین کا آئینہ دار ہے، اس میں خواتین کا بغیر محرم کا جانا یقیناً اندیشے، فتنے اور بڑے خطرے کی بات ہے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ شریعت اسلامی کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ اس لیے حکومت کے بڑے پروپیگنڈہ کے باوجود دینی شعور رکھنے والی خواتین پر اس کا بڑا اثر نہیں پڑ سکا جو تعداد جا رہی ہے، وہ بہت ہی محدود اور معمولی ہے۔ حکومت کو ایسے مذہبی معاملات میں ایسے فیصلوں سے گریز کرنا چاہئے۔

امارت شرعیہ نے ملت کا وقار بلند و مستحکم کیا

چترپور میں اجلاس یوم تاسیس کے موقع سے علماء و دانشوران کا اظہار خیال

امارت شرعیہ چترپور رامگڑھ میں یوم تاسیس کی مناسبت سے ایک خصوصی اجلاس ''موجودہ حالات اور ہماری ذمہ داریاں'' کے عنوان پر زیر صدارت مولانا مفتی سعید الرحمٰن قاسمی صاحب مفتی امارت شرعیہ پٹنہ منعقد ہوا، اپنی صدارتی تقریر کے دوران مفتی صاحب نے امارت شرعیہ کے جملہ شعبہ جات کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا کہ امارت شرعیہ اپنی خدمات کو آج سو سال مکمل کر رہا ہے اس کی ایک روشن تاریخ ہے، ابتداء میں بہت بے سروسامانی کے ساتھ کام شروع ہوا لیکن اس کے ذمہ داروں اور خدمت گاروں کے اندر اخلاص وللّٰہیت کا جو جذبہ تھا اس کے اثر سے اللہ نے اس ادارے کو ایسی مقبولیت و محبوبیت سے نوازا کہ امارت شرعیہ ملت کی آواز بن گئی، ملت پہ جب کبھی بھی کوئی ناگہانی حادثاتی حالات آئے ہیں یا اس ملک میں ملت و شریعت کے تحفظ کا مسئلہ درپیش ہوا ہے تو امارت شرعیہ نے ملک و ملت کو مثبت و مستحکم اور صحیح رخ دیا اپنی زریں خدمات کی بنا پہ امارت شرعیہ کا ہر شعبہ مستقل ادارہ کی شکل اختیار کر گیا، ابھی مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی قیادت سے مزید قوت و توانائی آئی ہے آپ ان پہ اعتماد کر کے انکے عزائم کو پختہ کیجیے۔

دارالقضاء امارت شرعیہ چترپور کے قاضی شریعت مولانا کلیم اللہ مظہر قاسمی نے افتتاحی و استقبالیہ تقریر کے دوران شرکائے مجلس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے امارت شرعیہ کی خدمات کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ قرآن وسنت نے ہم مسلمانوں سے جس اجتماعی زندگی کا مطالبہ کیا ہے امارت شرعیہ اس کی عملی تصویر ہے امارت شرعیہ نے ملت کو اتحاد نظم وضبط کی لڑی میں اس طرح پرو دیا کہ اس کا نظام مثال بن گیا حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کسی موقعہ سے امارت کے نظام کو دیکھ کر کچھ اس طرح فرمایا کہ ''اگر آج خلافت اسلامیہ قائم ہو جائے تو امارت شرعیہ کے نظام میں ہی اتنی وسعت ہے کہ وہ اس کو بہتر طریقہ سے چلانے کا چیلنج قبول کر سکتا ہے۔

مفتی صلاح الدین مظاہری امام وخطیب جامع مسجد چترپور نے کہا کہ امارت شرعیہ کوئی کمیٹی وانجمن نہیں ہے یہ ایک تحریک ہے، کمیٹیاں تو بنتی ہیں اور ٹوٹ جاتی ہیں لیکن امارت شرعیہ سو سال سے قائم ہے، یہ بانی امارت شرعیہ مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور اکابرین امارت شرعیہ کے اخلاص وللّٰہیت کا نتیجہ ہے انہوں نے جیسی جیسی قربانیاں دی ہیں ہم اور آپ تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں ان کی تاریخ وسوانح کو پڑھیے، انفرادی واجتماعی زندگی میں جینے کا حوصلہ ملے گا۔ جناب ظفر عالم سکریٹری مسجد بلال نے کہا کہ ملی تنظیموں سے جو عوامی توقعات وابستہ ہوتے ہیں امارت شرعیہ نے عوام کو توقعات سے کہیں زیادہ نوازا ہے، اس کی خدمات کی وجہ سے اس ادارے سے وابستگی پہ ہم فخر کرتے ہیں، سماجی کارکن ذکاء اللہ صاحب نے کہا کہ ہماری انفرادی واجتماعی زندگی اسی وقت محفوظ رہ سکتی ہے جب ہم قرآن وسنت کیساتھ ملی تنظیموں سے اپنا رشتہ قائم رکھیں گے ملی تنظیموں میں امارت شرعیہ ہی واحد ایسی تنظیم ہے جو قرآن وسنت اور عوامی توقعات کے عین مطابق ہے۔

کانگریس کے لیڈر شہزادہ انور نے کہا کہ امارت شرعیہ کے نظام کے مستحکم مضبوط اور قابل اعتماد ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ امیر شریعت صاحب نے جب بھی ملت کو آواز دی تو عوام نے بھرپور اعتماد کا مظاہرہ کرتے لبیک کہا ہم شکر گزار ہیں کہ امارت کے ذمہ داروں نے عوام کی ضرورت و جذبات کا بھرپور خیال رکھا جس کی علامت ہمارے اس چھوٹے سے حلقہ میں دارالقضاء کا قیام ہے، ادھر دو تین سالوں سے دارالقضاء چترپور سے عوامی مسائل کے حل کی جو رپورٹیں ہمیں موصول ہوئیں ہیں اس پر میں یقین کیساتھ کہ سکتا ہوں کہ دارالقضاء کا سسٹم کافی مستحکم ہے اور یہاں کام کرنے والے حضرات دیانتداری وغیر جانبداری سے اس فریضہ کو انجام دے رہے ہے، مولانا طاہر حسین ندوی معاون قاضی دارالقضاء بوکارو نے اتحاد ملت کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے کہا کہ یہی ہماری سب سے بڑی طاقت اور ہمارے معاشرے کی زینت ہے۔

اجلاس کو کامیاب بنانے میں مولانا مظہر الحق امام وخطیب مسجد بلال، حافظ زاہد احمد، مولوی سرتاج احمد نے اہم رول ادا کیا۔

Volume:56/66,Issue:29 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505

پیاس کہتی ہے کہ اب ریت نچوڑی جائے
اپنی قسمت میں اب سمندر نہیں آنے والا
(معراج فیض آبادی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

قانون شریعت کی حکمتوں سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلموں کو بھی واقف کرایا جائے

آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کی مجلس عاملہ کا فیصلہ

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی میٹنگ گذشتہ ۱۵/جولائی ۲۰۱۸ء بروز اتوار صبح دس بجے نیو ہورائزن اسکول حضرت نظام الدین نئی دہلی میں منعقد ہوئی، اس میٹنگ میں اپنی علالت طبع کی وجہ سے بورڈ کے صدر محترم حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی صاحب دامت برکاتہم اور نائب صدر حضرت مولانا سید کلب صادق صاحب شریک نہیں ہو سکے۔ صدر محترم کی غیر موجودگی کی وجہ سے حضرت مولانا سید جلال الدین عمری صاحب (نائب صدر بورڈ) میٹنگ کی صدارت فرمائی۔ اس میٹنگ مسلم پرسنل لا بورڈ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ کے منصوبوں پر مشورہ ہوا، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی مجلس عاملہ کی اس میٹنگ کی کارروائی بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے چلائی، انہوں نے اپنے افتتاحی کلمات میں انہوں نے فرمایا کہ بورڈ تحفظ شریعت کے مقصد سے قائم کیا گیا ہے اور وہ پوری مستعدی اور جانفشانی کے ساتھ اس مقصد کے تکمیل کیلئے کوشاں ہے، انہوں نے بورڈ کے مختلف شعبوں کی کارکردگی پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ لاکمیشن کے چیرمین سے بورڈ کا ایک موقر وفد ملا اور ان کے سامنے اس کے عائلی نظام سے متعلق کیے گئے سوالات کا جواب دیا، اس کے بعد پھر ان کی طرف سے تحریری شکل میں سوالات آئے ہیں، جن کا بورڈ کے علماء نے جواب لکھ کر دفتر بورڈ کو فراہم کیا اور ۲۵/جولائی کو ملاقات کی تاریخ طے پائی ہے، آپ حضرات اس سلسلہ میں مشورہ دیں کہ بورڈ کا ان حالات میں کیا اقدام کیا ہونا چاہئے، اس موقع پر جنرل سکریٹری بورڈ نے ماضی قریب میں اللہ کی جوار رحمت میں چلے جانے والے بورڈ کے نائب صدر حضرت مولانا محمد سالم قاسمی صاحب اور بورڈ کی مجلس عاملہ کے رکن حضرت مولانا عبدالوہاب خلجی صاحب کے سانحۂ ارتحال پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور ان دونوں حضرات کی خدمات کا مختصر تذکرہ فرمایا بعد ازاں صدر مجلس نے ان دونوں حضرات اور دیگر مرحومین کیلئے دعاء مغفرت فرمائی۔

مجلس عاملہ کی اس میٹنگ میں مختلف ایجنڈوں پر گفت و شنید اور باہمی تبادلۂ خیال کے بعد درج ذیل امور طے پائے:

(۱) بورڈ کا یہ اجلاس اپنے سابقہ فیصلوں کا اعادہ کرتے ہوئے واضح کرتا ہے کہ بابری مسجد ''مسجد'' ہے اور بابری مسجد کا مقدمہ بنیادی طور پر ملکیت کا مقدمہ ہے، اس لئے اسی بنیاد پر اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ بورڈ اس کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہے کہ بورڈ پوری توجہ اور مستعدی کے ساتھ اس مقدمے کی پیروی کر رہا ہے۔ اس کے لئے اس نے سینئر ایڈوکیٹ جناب راجیو دھون کی خدمات حاصل کی گئی ہیں اور ماہر وکلاء کا ایک پینل بھی کام کر رہا ہے اور بورڈ کے نمائندوں نے مکمل شرعی اور فقہی بحث تیار کر کے اسکی انگریزی کاپیاں بھی قانون دانوں کے حوالے کر دی ہیں اور یہ سارے وکلاء، ڈاکٹر راجیو دھون کے ساتھ سپریم کورٹ میں پابندی کے ساتھ حاضر ہو رہے ہیں اور ڈاکٹر راجیو دھون عمدہ بحث کر رہے ہیں، بورڈ توقع رکھتا ہے کہ عدالت کے ذریعے مسلمانوں کو انصاف حاصل ہوگا۔

(۲) لاکمیشن نے بورڈ کو جو سوالنامہ بھیجا ہے، اس کے پیش نظر بورڈ کا یہ اجلاس واضح کرتا ہے کہ مسلم پرسنل لا میں کسی قسم کی تبدیلی نا قابل قبول ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قانونِ شریعت ایک الہامی قانون ہے جس میں کسی ترمیم یا اضافے کی گنجائش نہیں ہے۔ قانون شریعت میں ہر پہلو کا پورا لحاظ رکھا گیا ہے، اور سب کو حقوق دیئے گئے ہیں۔ یہ بات بھی واضح ہونی چاہئے کہ قانونِ شریعت میں خود مسلمان بھی کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے! مجلس نے یہ بھی طے کیا کہ لاکمیشن کو سوالوں کا جواب دیا جائے اور بورڈ کا ایک وفد جوابوں کے ساتھ چیرمین لاکمیشن سے ملاقات کرے اور تفصیل کے ساتھ معاملہ کے اہم پہلوؤں کو واضح کرے۔ (۳) مسلمانوں کے باہمی خاندانی نزاعات اور بالخصوص خواتین کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے دارالقضاء کے نظام کو زیادہ سے زیادہ وسعت دی جائے گی۔ بورڈ کا یہ اجلاس مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ وہ اپنے مسائل کے لئے دارالقضاء سے رجوع ہوں اور اس نظام کو تقویت پہنچائیں۔ اس سے جہاں خاندانی مسائل حل ہوں گے وہیں یہ معزز عدالتوں کا تعاون بھی ہوگا اور عدالتوں پر مقدمات کا جو بوجھ ہے وہ کم ہو سکے گا۔ (۴) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قانون شریعت پوری طرح انسانی ضرورت و مصلحت سے ہم آہنگ قانون ہے، اور اس میں عدل و انصاف، اعتدال اور میانہ روی کا پورا لحاظ رکھا گیا لیکن ناواقفیت کی وجہ سے بہت سے لوگ غلط فہمیوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اس پس منظر میں بورڈ کی تفہیم شریعت کمیٹی ملک کے تمام بڑے شہروں میں وکلاء، قانون دانوں اور علماء کے لئے پروگرام منعقد کرے گی، اور قانون شریعت کی اہمیت سے نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر مسلم بھائیوں کو بھی واقف کرائے گی۔ (۵) بورڈ کا ایک اہم شعبہ اصلاح معاشرہ ہے، جو سماج سدھار کا کام کرتا ہے، اس کام کو ایک تحریک کے طور پر آگے بڑھایا جائے گا اور بالخصوص خواتین کو اس مہم میں شریک کیا جائے۔ یہ بھی کوشش کی جائے کہ اس تحریک میں مزید اضافہ کیا جائے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنانے کے اصول مسلمان جوڑوں کو سمجھائے جائیں اور ازدواجی زندگی میں پیدا ہونے والی خرابیوں کو دور کرنے کی مسلسل کوشش کی جائے۔ (٦) یہ اجلاس حکومت کے اس رویے پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ ہم جنسی کو جرم قرار دینے والے قانون کے سلسلے میں سپریم کورٹ کے سوال پر حکومت نے غیر جانبداری کا موقف اختیار کیا ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے نادرست ہونے پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے۔ یہ انسانی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہے اور خاندانی نظام کے لئے بھی تباہ کن ہے۔ اس لئے یہ اجلاس حکومت سے یہ اپیل کرتا ہے کہ اس جرم کو جرائم کے دائرے سے باہر نکال دینے والی درخواست کی مخالفت کرے اور اس موقف کی مؤثر پیروی کرے۔

مجلس عاملہ کی اس میٹنگ میں عہدیداران بورڈ میں سے مولانا کاکا سعید احمد عمری صاحب (نائب صدر) مولانا سید شاہ فخر الدین اشرف صاحب (نائب صدر) مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب (سکریٹری) مولانا محمد فضل الرحیم مجددی صاحب (سکریٹری) جناب ظفریاب جیلانی صاحب (سکریٹری) مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب (سکریٹری) جناب پروفیسر ریاض عمر صاحب (خازن) اور ارکان میں سے جناب یوسف حاتم مچھالا صاحب ایڈوکیٹ، جناب عارف مسعود صاحب، مولانا حکیم محمد عبداللہ مغیثی صاحب، مولانا خالد رشید فرنگی محلی صاحب، مولانا عبدالعلیم بھٹکلی صاحب، مولانا ڈاکٹر یٰسین علی عثمانی صاحب، مولانا مفتی احمد دیولا صاحب، ڈاکٹر قاسم رسول الیاس صاحب، مولانا عتیق احمد بستوی صاحب، جناب کمال فاروقی صاحب، مولانا حافظ سید اطہر علی صاحب، مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب، مولانا محمد سعود عالم قاسمی صاحب، جناب نصرت علی صاحب، مولانا عبدالشکور قاسمی صاحب، حاجی جمیل منظر صاحب، مولانا اصغر علی بن امام مہدی سلفی صاحب، جناب ڈاکٹر ظہیر آئی قاضی صاحب، محترمہ ممدوحہ ماجد صاحبہ، ڈاکٹر اسماء زہرا صاحبہ، محترمہ صبیحہ صدیقی صاحبہ اور مدعوخصوصی میں سے مولانا محمد سفیان قاسمی صاحب، جناب ایم آر شمشاد ایڈوکیٹ صاحب، جناب محمد طاہر ایم حکیم ایڈوکیٹ صاحب، محترمہ آمنہ رضوان صاحبہ، محترمہ نگہت پروین خان صاحبہ، محترمہ ڈاکٹر عالیہ خلجی صاحبہ، محترمہ زینت مہتاب صاحبہ شریک ہوئے۔ مجلس عاملہ کی میٹنگ کے اختتام پر پریس کانفرنس ہوئی جسکو بورڈ کے سکریٹریز جناب مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب، جناب ظفریاب جیلانی صاحب، مولانا محمد عمرین محفوظ رحمانی صاحب اور مجلس عاملہ کے دو ارکان مولانا یسین علی عثمانی صاحب اور ڈاکٹر اسماء زہرہ صاحبہ نے خطاب کیا۔

بی جے پی مذہبی سیاست کر کے ملک کو تقسیم کرنا چاہتی ہے: جے ڈی یو

بی جے پی سے ہمارا اتحاد ترقی کی بنیاد پر ہے، فرقہ پرستی کی بنیاد پر نہیں، گری راج سنگھ کے بیان پر کانگریس کے ساتھ جدیو نے کھولا مورچہ

مرکزی وزیر گری راج سنگھ نے کانگریس کے قومی صدر راہل گاندھی کے بیان پر کیے گئے اپنے تبصرے سے پیچھے ہٹنے سے صاف انکار کر دیا، جس کے بعد ان کے خلاف کانگریس، آر جے ڈی سمیت جے ڈی یو نے بھی حملہ تیز کر دیا ہے، راہل گاندھی کے خلاف دیے گئے اپنے بیان پر قائم رہتے ہوئے انہوں نے ایک بار پھر کہا کہ راہل گاندھی کا ملک کے مسلم دانشوروں سے ملنے کا سلسلہ جاری ہے، وہ مختلف مسلم دانشوروں سے مل کر ان کے کان پھونک رہے ہیں، یہ راہل گاندھی کی سوچی سمجھی حکمت عملی ہے، انہوں نے زور دیتے ہوئے کہا کہ ایک ملک میں ایک ہی قانون چلے گا، دو نہیں! گری راج سنگھ کے اس بیان کے بعد کانگریس کے کارگذار صدر کوکب قادری نے کہا کہ عوام کے کام کاج سے وہ بھٹک گئے ہیں اور ان کے اس طرح کے بیانات کا جواب الیکشن میں عوام دے گی۔ اسی طرح آر جے ڈی کے ممبر اسمبلی بھائی وریندر نے گری راج سنگھ کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب الیکشن قریب آتا ہے تو ان کے ایسے بیان شروع ہو جاتے ہیں، ان کی زبان ہی ایسی ہے۔ الیکشن کے پیش نظر ووٹ بینک کی سیاست کر رہے ہیں، عوام الیکشن میں سرجیکل اسٹرائک کر کے ایسے لوگوں کو باہر کا راستہ دکھا دے گی۔ گری راج سنگھ کے بیان پر این ڈی کی حلیف پارٹی جے ڈی یو بھی ناراض ہے، جے ڈی یو کے ریاستی ترجمان نیرج سنگھ نے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ اس طرح کی زہریلی سیاست نا قابل برداشت ہے، اس طرح کی سیاست ہم لوگوں نے نہ برداشت کی ہے اور نہ کریں گے، ملک میں مذہب اور کھانے پینے کی آزادی ہے، بی جے پی والے مذہبی سیاست کر کے ملک کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ بی جے پی کے ساتھ جے ڈی یو کا اتحاد ترقیاتی کاموں کے لیے ہے، نہ کہ فرقہ وارانہ سیاست کے لیے، غور طلب ہے کہ گری راج سنگھ نے گذشتہ اتوار کو بیگوسرائے میں کہا تھا کہ راہل گاندھی نے کانگریس کو مسلم پارٹی قرار دے کر ملک کی یکجہتی اور امن میں خلل ڈالنے کا کام کیا ہے، راہل گاندھی مسلمانوں کو اپنا ووٹ بینک سمجھ رہے ہیں، اور ان کا ووٹ حاصل کرنے کے لیے اس طرح کے بیانات دے رہے ہیں، جب کہ ملک کا مسلمان کانگریس کی حقیقت سے واقف ہو چکا ہے۔ (بحوالہ اخبار مشرق نئی دہلی ۱۷/۷/۲۰۱۸ء)